بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ۝ ان الانسان لفی خسر ۝

جامعہ عثمانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور

جون 2005ء ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

Scanned with CamScanner

آپ کی توجہ کیلئے !!

جامعہ عثمانیہ پشاور کے توسیعی منصوبہ میں حلقہ جلوزی علاقہ خٹک چراٹ روڈ نزد پبی میں پچپن کنال وسیع قطعہ اراضی پر دو ہزار طلباء کیلئے تدریسی، رہائشی اور دفتری عمارات کا مجوزہ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار نمازیوں کیلئے جامع مسجد ﴿عبداللہ ابن مسعود ؓ﴾ کے نام سے ایک وسیع اور خوبصورت مسجد بھی منصوبہ کا اہم حصہ ہے۔ سرسری جائزہ کے مطابق صرف مسجد پر (دو کروڑ) 2,00,00,000 روپے کی لاگت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک نام لیکر اس منصوبہ پر کام شروع کیا گیا ہے

کیا معلوم ؟ کہ آپ جیسے درد دین رکھنے والے بے لوث خادم دین مسلمان کی حلال آمدنی میں سے کچھ حصہ اس کے لئے قبول ہو کر آخرت سنوارنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ اس لئے آپ اس مقدس مشن میں اپنا حصہ نقد، سریا، سیمنٹ، باجری ریت یا عمارتی لکڑی کی شکل میں ڈال سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس اہم خدمت کیلئے قبول فرمائے۔ آمین

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر پشاور

جون 2005ء ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ جلد ۱۱ شمارہ ۶

زیر سرپرستی

حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

مجلس ادارت

مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت

مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

فہرست مضامین

صدائے عصر	اداریہ	۲
فتنوں کے سدباب کے لئے شرعی راستوں کی تلاش	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۱۶
مسابقہ حفظ القرآن، ایک تاریخی قدم	مفتی عتیق الرحمٰن	۳۸
کیا اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟	محمد عباس کوثر	۴۲
خاندانی منصوبہ بندی ترقی کا زینہ یا بربادی کا سامان	ابن غیاث عثمانی	۵۱

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان فون ۰۹۱-۲۷۳۵۶۱

پبلشر و دفتر مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ 15 روپے / زر سالانہ اندرون ملک 125 روپے بیرون ملک 25 ڈالر کی قیمت

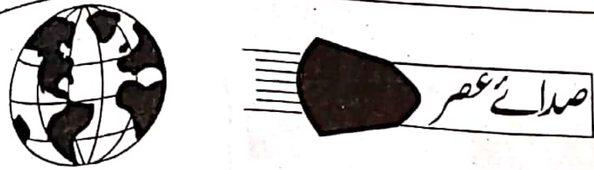

فرائض منصبی کا احساس

صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ سیکٹریٹ میں بسا اوقات اصلاحی بیان کا اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں معاشرتی مسائل یا عبادات کا معاشرتی پہلو موضوع بحث رہتا ہے۔ ۲ جون ۲۰۰۵ء کو مفتی غلام الرحمٰن مدظلہ نے ''فرائض منصبی کا احساس'' کے موضوع پر جو درس دیا۔ دینی فائدے کے لئے نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

الحمد الله و كفىٰ وسلام على عباده الذين اصطفىٰ امابعد

قال رسول الله ﷺ كلكم راعٍ و كلكم مسئول عن رعيته فالامام راعٍ وهو مسئول والرجل راع علىٰ اهله وهو مسئول والمرأة راعية علىٰ بيت زوجها وهى مسئولة ،والعبد راع علىٰ مال سيده وهو مسئول ،الا كلكم راع وكلكم مسئول (رواه البخارى)

قابل قدر سامعین!

اللہ کا بڑا اکرم اور احسان ہے کہ اس وقت ہم اور آپ سب خانہ خدا میں بیٹھ کر اللہ اور اس کے رسول کی بات سننے کے لیے بے تاب ہیں۔ کچھ عرصہ قبل اسی مسجد میں ''اہمیت صلوٰۃ'' کے حوالے سے سیکرٹریٹ کے ذمہ دار حضرات کی درخواست پر حاضر ہو کر ایک بیان ہوا تھا۔ آج دوبارہ اللہ تعالیٰ نے حاضری کا موقعہ دیا۔ آج کی اس محفل اور مجلس میں ہم ایک نکتہ پر بات کو محدود رکھنے کی کوشش کریں گے، وہ یہ ہے کہ ''فرائض منصبی اور ان کا احساس''۔ جس درجہ میں ہم ہیں اور جہاں بھی ہیں، ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ معاشرے میں عموماً حقوق کی بات ہوتی ہے کہ ہمارے

حقوق کیا ہیں ؟ اور آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ معاشرے میں تنظیمیں اس نام پر بنتی ہیں۔ تحفظ حقوق کے حوالے سے بڑی بڑی تنظیمیں ہیں لیکن حقوق بنیادی طور پر فرائض کی ایک فرع اور اثر ہے۔ احساس ذمہ داری یا فرائض کے احساس کے بارے میں کہیں تنظیم نہیں بنائی گئی، اس لیے پہلے فرائض منصبی پر سوچنے کی ضرورت ہے اور یہی وہ بنیادی نکتہ ہے کہ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ جس معاشرے اور سوسائٹی و محفل سے میرا تعلق ہے اس میں اپنی ذمہ داریوں کی پہچان ضروری ہے۔

معزز حضرات!

شریعت کے جتنے اصول ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان جب دائرہ تکلیف میں داخل ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے جو حکم اس پر عائد ہوتا ہے اور جو ذمہ داریاں بنتی ہیں ان کے تین درجے ہیں

پہلا درجہ!

شخصی دائرہ ہے کہ ایک انسان ذاتی طور پر انفرادی حوالے سے کن کن امور کا مکلف ہے؟ اور اللہ کی طرف سے اس پر کونسی ذمہ داریاں شخصی طور پر عائد ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کرہ ارض پر ہر بالغ شخص کی ذمہ داریوں کا باب شخصی ذمہ داریوں سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے تین شعبے ہیں۔

(ا) عقائد!

یہ بنیادی شعبہ ہے کہ ایک مسلمان جب معاشرے میں رہے تو اس کا مکلف ہے کہ اس کا نظریہ و عقیدہ ہو۔ اس پر عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق ہے اور وہ اس کے بنانے والا ہے ساری مخلوق اس کی طرف محتاج ہیں۔ رب کائنات جو فیصلے آسمان پر مخلوق کے لیے کرتا ہے زمین کے فیصلے اس کے تابع ہوتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ بھی ہو کہ اللہ نے میری نجات کے لیے جو

نظام اور طریقہ بھیجا ہے وہ حق ہے اور اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا عقیدہ اپنانا ہوگا
اس عقیدہ کے بغیر آدمی مسلمان نہیں کہلاتا خواہ کتنے اچھے اعمال کا حامل کیوں نہ ہوں۔ پھر اس کے
ساتھ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ اسلام گزشتہ ادیان کے بارے میں وسعت نظری کا مظہر ہے
کہ اٰمن الرسولُ بِمآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ (الآیۃ).
جتنے انبیاء کرام آئے ہیں جتنی کتابیں اللہ نے بھیجی ہیں سب حق ہیں۔ آخری کتاب اس میں قرآن
مجید ہے پھر یہ عقیدہ بھی رکھنا ہوگا کہ رب کائنات کے دربار میں مجھے حاضر ہو کر اس پوری کائنات
اور پورے نظام کے بارے میں جواب دینا ہوگا۔ اس عقیدہ والا انسان صاحب ضمیر ہوتا ہے
ایسے انسان میں خود احتسابی کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ احتساب کا مطلب میرے نزدیک یہ نہیں کہ کسی
کو مارے اور کہے کہ میں تیرے ساتھ احتساب کر رہاں ہوں۔ نہیں، احتساب کا مطلب یہ ہے کہ
میری جتنی زندگی ہے اس تمام زندگی کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا مثال کے طور پر ایک
گاڑی والا کسی چوک میں سرخ بتی دیکھ کر رک جاتا ہے اس لیے کہ ایک قانون ہے اور اس کی
پابندی ضروری ہے اس قانون کی تابعداری و فرمانبرداری میں بنیادی چیز احتساب اور کا یہ
تصور ہے کہ میں اگر سرخ بتی توڑ دوں ہوسکتا ہے کہ کوئی مجھے مارے اور اگر کہیں بچ بھی جاؤں
پھر قانون کی زد میں آسکتا ہوں۔

قانون بنایا بھی اس لیے جاتا ہے کہ اس کی خلاف ورزی نہ ہو۔ ابھی یہاں ایک قانون
کی پاسداری کے لیے بنیادی چیز احتساب کا ایک تصور ہے اگر یہ تصور نہ ہو اور مجرم کو حوصلہ ہو کہ
مجھ سے بازپرس نہیں ہوگی، کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اگر پکڑ بھی ہوئی تو چھوٹ جاؤں گا تو
شخص کبھی بھی جرم سے باز نہیں آئیگا۔ جب مسلمان کا یہ عقیدہ و نظریہ ہو کہ اگر نماز نہ پڑھوں
دوسرے اعمال نہ کروں تو پھر رب ذوالجلال کے دربار میں مجھ سے پوچھا جائے گا۔ اس پوچھ
سامنے رکھتے ہوئے وہ حلال و حرام کی تمیز بھی کرے گا اور ناجائز چیز کے قریب بھی نہ جائے گا
کبھی مسلمان کے بارے میں نہیں سوچے گا کہ اس کی عزت پائمال کرے کیونکہ اس نظریہ

کے بارے میں مجھ سے پوچھ گچھ ہوگی۔

(۲) عبادات

عقائد کے اس بنیادی فلسفے کے بعد شریعت میں دوسری چیز عبادات ہیں، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ۔ ان عبادات کا مسلم معاشرہ میں اہم فلسفہ نظم وضبط اور پابندی ہے۔ ایک مقصد ان عبادات میں سے ایک اسلامی معاشرہ میں ذمہ دار شخص کے لیے عقائد کے بعد نظم وضبط اور پابندی وقت کا ایک عملی نمونہ پیش کرنا ہے۔ " ان الصلوٰۃ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰباً مَّوْقُوْتاً "۔ میں ساتھیوں سے کہا کرتا ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ جب بھی ہم نماز پڑھیں۔ تو وقت سے پہلے نماز پڑھنا جائز نہیں، وقت سے تاخیر پر بھی مناسب نہیں، اس طریقے سے حج کو دیکھیں اس کے لیے وقت مقرر ہے۔ پھر نظم وضبط کے حوالے سے ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ صف میں کھڑے ہو کر بڑے سے بڑا آدمی بھی امام سے سبقت نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ کہیں امام پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ امیر وغریب سب ایک صف میں کھڑے ہو کر ایک امام کے انتظار میں رہتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

ڈسپلن اور نظم وضبط کا عظیم مظاہرہ ہے جو اسلامی معاشرے کا شعار ہے۔ نماز وہ اہم عبادت ہے کہ جس سے زندگی میں احساس کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے تمام گورنروں کے نام مراسلہ بھیجا کہ اِنَّ اھمّ اَمْرِکُمْ عِنْدِی الصلوٰۃ فَمَنْ حَفِظَھَا وَ حَافَظَ عَلَیْھَا لَقَدْ حَفِظَ دِیْنَہٗ وَمَنْ ضَیَّعَھَا فَھُوَ لِمَا سِوَاھَا اَضْیَعُ " فرمایا کہ تمہاری زندگی میں بنیادی امر اور معیار جو میری نظر میں ہے وہ نماز ہے اگر نماز کا خیال رکھو گے تو مجھے اندازہ ہوگا کہ دوسری ذمہ داریاں جو آپ کے سپرد ہیں اس کا بھی خیال رکھو گے لیکن اگر تم نماز کا خیال نہیں رکھو گے تو میں گمان کروں گا کہ دوسری ذمہ داریاں جو میں حوالہ کر رہاں ہوں تم اس کو بھی نبھا نہیں سکو گے۔ جو احکم الحاکمین ہے جس کا تم کھاتے ہو اس کی دستِ قدرت میں آپ کا سب کچھ ہے جب

Scanned with CamScanner

اس کے فرمان کا تمہیں خیال نہیں تو میرے فرمان کا تمہیں کیا خیال ہوگا۔ اس معیار سے
چلتا ہے کہ جس گورنر یا عامل میں نماز کا اہتمام ہو تو اس میں اللہ کا خوف غالب رہتا ہے۔

۳۔ اخلاقیات!

تیسری چیز جو انفرادی ذمہ داری میں اہم ہے وہ اخلاقیات ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے
ہم معاشرے میں رہتے ہوئے پیغمبر ﷺ کے اخلاقیات سے نابلد ہیں رب کائنات نے فرمایا
اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ " تم ایک مثالی اخلاق و کردار کے مالک ہے۔ اخلاقیات انفرادی
شخصی ذمہ داری کا اہم حصہ ہے ان تینوں چیزوں کی اہمیت واضح ہونے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں
ایک مسلمان کا عقیدہ جب صحیح ہو، عبادات میں بھی اس کا مثالی کردار ہو۔ اور اخلاقیات میں
جس معاشرے میں جس جگہ پر یہ پُرزہ فٹ ہوگا وہاں پر یہ کامیاب رہے گا۔ کیونکہ عقائد
احتساب کا تصور آ گیا، عبادات میں نظم و ضبط و پابندی کا اور اخلاقیات (پبلک ریلیشن)
عوامی رابطہ مضبوط اور صحیح ہوگا

چھوٹے سے لے کر بڑے تک، امیر سے لے کر غریب تک، تمام لوگوں کے ساتھ
چور سے لے کر ڈاکو دشمن، دوست مسلمان سے لے کر کافر تک سب کیساتھ برتاؤ کا بہترین
آ جاتا ہے۔

یہ اخلاقیات نبوی ﷺ ہیں۔ جنہیں اپنا کر آپ معاشرہ میں کامیابی سے قدم اٹھا
ہیں۔

دوسرے درجہ کی ذمہ داری:

انفرادی زندگی کے بعد ہم سب اس کے مکلف ہیں کہ جس معاشرے میں رہ رہے
اس میں جائنٹ فیملی کا تصور ہے۔ یعنی ہم ایک خاندانی نظام سے وابستہ ہیں۔ ہمارا والدین
ساتھ تعلق ہے، اولاد کی ذمہ داریاں ہیں، بیوی کے کچھ حقوق کے پابند ہیں، ہمسایہ، رشتہ دار

اور پڑوسی وغیرہ کے بارے میں ہم سے باز پرس ہوگی ۔ دوسرے درجہ میں جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ عائلی ذمہ داریاں ہیں۔ اس کے بغیر دنیا میں رہنا مشکل ہے۔ اس کی مثال آپ کو پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی میں ملیگی ۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو گھریلو زندگی کے حوالہ سے بہتر ہو۔ ماں باپ کے حوالے سے ایک وفادار بیٹا ہو، اولاد کے حوالے سے ایک ذمہ دار باپ ہو، بیوی کی نسبت سے ایک وفادار خاوند ہو، خاوند کی نسبت سے ایک وفاشعار بیوی ہو، یہ تو عائلی ذمہ داریاں ہیں جو اس معاشرے میں ایک دوسرے کے اوپر پڑتی ہیں۔ ہر ایک ذمہ دار ہے۔ جس قوم نے نام نہاد آزادی کے حوالہ سے یہ ذمہ داریاں کھودیں۔ اس معاشرے کا خاندانی نظام تباہ ہوا وہ امن و سکون کی زندگی سے محروم ہیں۔ آپ یورپ کی مثال دیکھ سکتے ہیں جہاں بے چارے والدین بستر مرگ پر پڑے ہوتے ہیں۔ اور اولاد کو اپنی عیاشی سے چھٹی نہیں ملتی۔

معاشرتی ذمہ داری تیسری ذمہ داری جس کی طرف میں آ رہا ہوں وہ ہے کہ ہماری معاشرتی ذمہ داری کیا ہیں؟ اسلام اس پر خاص زور دے رہا ہے پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا" کلکم راعٍ "کہ ہر ایک ذمہ دار ہے تو یہ ذمہ داری انفرادی زندگی میں عائلی زندگی اور معاشرتی زندگی میں ہے

معاشرتی زندگی میں مختلف قسم کے طبقے ہیں تجار، زمیندار، ملازمین ، رعیت ، ارباب اقتدار، یہ سب معاشرتی زندگی میں بندھے ہوئے ہیں۔ معاشرتی زندگی میں ہر انسان کسی کام میں لگا ہوا ہے یہ رب کائنات کی طرف سے ایک خاص پرزہ ہے جو اس دنیا میں فٹ کیا گیا ہے پوری دنیا پر آپ کی جو نظر پڑ رہی ہے ایک کارخانہ ہے اور اس کارخانے میں جس شخص کو کسی کام میں اللہ لگائے یہ ایک پرزہ ہے اللہ نے اس کو فِٹ کیا ہے کوئی اس کو کھاد دے رہا ہے، زمیندار کو کہتا ہے کہ تم زمین کاشت کرو گے یہ تمہاری ذمہ داری ہے وہ اس پر خوش ہے "کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ " تاجر کو کاروباری میدان میں بٹھایا ملازم کو ملازمت کے ساتھ جوڑ دیا، کسی کو کم

Scanned with CamScanner

ذمہ داریاں دیں اور کسی کو زیادہ، لیکن اس معاشرے میں آپ یوں سمجھیے کہ اگر ایک مسلمان سے کاروبار
ایک شعبے کے ساتھ اس کا تعلق ہے تو وہ یہ نہیں سمجھے گا کہ میں کوئی بے کار پرزہ ہوں۔ وہ اللہ کی
صفات کا مظہر ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کاروباری میدان میں لگا ہوا ہے آج کل دنیا کی نظر
میں اقتصادیات ایک اہم مسئلہ ہے سب سے اہم اور بڑا ہتھیار اقتصادیات ہیں، اقتصادیات کے
حوالے سے ایک شخص کاروبار کر رہا ہے تو یہ شخص دراصل رب کائنات کی صفت رزاقیت کا مظہر ہے
۔ اللہ نے مخلوق سے جو وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں رزق دینے والا ہوں رزق کا یہ وعدہ اس طرح
نہیں کہ کھانے کے بند پیکٹ ہر ایک کی طرف پھینک دے کہ یہ لے لو یہ تمہارا رزق ہے بلکہ عجیب
طریقے سے رزق کے ذرائع پیدا کیے کہ تو فلاں چیز خریدے گا، فلاں چیز فروخت کرے گا، یہ
کاروبار یوں چل رہا ہے، یہ اللہ کی صفت رزاقیت کا مظہر ہے۔ اب ایک کاروباری آدمی اس
میدان میں کام کر رہا ہے قرآن کہہ رہا ہے " فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ
وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ " رزق کو اللہ نے اپنی مہربانی فرمائی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن
اس کو انبیاء کے صف میں جگہ دے گا۔ بشرطیکہ وہ تاجر جو اسلامی اصولوں کے حوالے سے تجارت کی
ذمہ داری نبھائے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں " التاجر الصدوق الامین مع النبیین یوم
القیامۃ " دیانت دار، ایمان دار تاجر قیامت کے دن رب کائنات کے دربار میں انبیاء کرام کی
صف میں کھڑا ہوگا، میں اس مسئلہ پر حیران ہوں کہ تاجر کو اللہ نے انبیاء کی صف میں کیسے کھڑا کیا؟

راز کی بات دراصل یہ ہے انبیاء مخلوق کی خیر خواہی لے کر میدان میں آتے ہیں انبیاء کی
توجہ مخلوق پر ہوتی ہے آپ انبیاء کرام کے حوصلہ و صبر کو دیکھیں " لااسئلکم علیہ اجراً ان
اجری الا علی اللہ "، رات دن مخلوق کی خیر خواہی کر رہے ہیں کہ یہ آدمی جہنم کیوں جا رہا ہے؟ یہ
آدمی تباہ کیوں ہو رہا ہے؟ دیکھو اللہ کا کتنا بہترین اور خوبصورت بندہ ہے یہ جہنم میں کیوں جا رہا
ہے؟ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کو میری وجہ سے ایمان نصیب ہو یہ میرے لیے سب سے بڑا
سرمایہ ہے۔ ایسا ہی تجارت کا بنیادی مقصد مخلوق خدا کی خدمت اور خیر خواہی ہے اور یہی جذبہ

تاجر اپنائے کہ میں مخلوق خدا کی خدمت کے لیے میدان میں اترا ہوں تو پیغمبر ﷺ یہ ذمہ داری
نبھانے پر اس کو فرمایا کہ یہ قیامت میں انبیاء کرام کی صف میں کھڑا ہوگا، اسی طریقے سے جو شخص
اقتدار کے حوالے سے کسی کرسی پر بیٹھ کر کام کرے یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی صفت کا
ایک مظہر ہے یہ بھی ایک بڑی ذمہ داری لیکن جو ذمہ داری جتنی زیادہ ہو اتنی اس کی پوچھ بھی زیادہ
ہے آپ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص کے امتحان کا نصاب ایک چھوٹی سی کتاب ہے ایک اور
شخص ہے جس کے امتحان کا نصاب کئی کتابیں ہیں، تو یہ نصاب جتنا بڑا ہوگا اس کا امتحان بھی اتنا
مشکل ہوگا اور جتنا نصاب مختصر ہوگا اتنا ہی امتحان آسان ہوگا۔ حضرت عمرؓ کو دیکھو فرماتے ہیں کہ اگر
فرات کے کنارے پر ایک کتا مرے پھر بھی اللہ مجھ سے اس کتے کے بارے میں پوچھے گا کہ یہ
کتا پیاسا کیوں مرا؟ یہ احساس ذمہ داری ہے، اقتدار میں آنے سے ذمہ داریاں بڑھ جاتی
ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیاں دیکھیں، ان کی یہی خصوصیت ہے کہ جب ان کو کہیں ذمہ داری
سونپی جاتی ہے تو وہ مر کر بھی اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیتے تھے۔ یہ کتنا مشکل کام ہے لیکن مشکل
اس حوالے سے نہیں کہ دنیا میں مشکل ہے بلکہ اس حوالے سے ہے کہ ذمہ داری کو نبھانے کی وجہ
سے اللہ کے دربار میں باز پرس ہوگی اس کا میں کیا جواب دوں گا؟

لیکن یہ حقیقت ہے کہ نصاب جتنا بھاری ہوگا نتیجہ بھی اتنا قیمتی رہے گا اور نصاب چھوٹا
ہو تو نتیجہ بھی معمولی ملتا ہے دیکھیے امتحان میں طلبہ سے زیادہ کام لیا جائے تو اس کا جو رزلٹ آتا ہے
اس کا ثمرہ طلبہ پر زیادہ غالب ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں حدیث میں پیغمبر ﷺ نے یوں بیان
فرمائی " اللھم من ولی امر امتی شیئاً فشق علیھم فشق علیہ ومن ولی من امر
امتی شیئاً فرفق بھم فارفق بہ " (مسلم) اے اللہ اگر میری امت میں کوئی کام کسی کے
حوالے ہوا اور اس نے سختی کی تو اس پر سختی کر، اور اگر اس نے نرمی کی تو بھی اس پر نرمی کر۔ حدیث
میں آتا ہے ایک شخص کاروباری آدمی تھا اپنے نوکروں سے ایک بات اس نے کہی کہ بھائی دیکھو جو
تمہارے پاس آئے اس کے ساتھ احسان کرو اچھائی کرو، اس کے علاوہ اس کی زندگی میں بڑی

کمزوریاں تھیں لیکن یہ خوبی تھی کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرنے دیتے، یہ شخص جب مرگیا تو پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ رب کائنات کے دربار میں جب اس کی حاضری ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ تم نے کیا کام کیا ہے؟ اس نے کہا یا اللہ! میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ مخلوق خدا جتنی بھی ہیں ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کر رب کائنات نے فرمایا کہ میری مخلوق کے ساتھ آپ نے احسان کا معاملہ کیا ہے تو پھر آج میں بھی اس کا بڑا حقدار ہوں کہ تمہارے ساتھ بھی احسان کا معاملہ کروں اور تجھے بخش دوں" اور یہ بات بھی آپ کو بتاؤں کہ قانون کے حوالے سے سختی کو سختی نہیں کہا جاسکتا۔ کوئی قانون کی گرفت میں آئے تو قانون قانون ہوتا ہے، جو نظام جو ضابطہ مقرر ہے اس قانون کے خلاف کرنا یہ بھی زیادتی ہے اگر ارباب اقتدار میں سے ایک شخص کو کوئی ذمہ داری سونپی جائے ذمہ داری بڑی اچھی طرح نبھائے تو اس ذمہ داری کے نتائج بھی اچھے ہوں گے۔ حدیث میں آیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو معاشرے کی کوئی ذمہ داری سونپی جائے اور وہ دیانتداری سے اس کو نبھائے تو رب کائنات قیامت کے دن ان لوگوں کے لیے جو کرسی رکھیں گے۔ وہ عرش کے دائیں طرف رکھ کر اس پر بٹھائیں گے کتنا بڑا نتیجہ نکلا۔ اگر ناکامی ہوئی تو ناکامی بھی بڑی ناکامی ہوگی ایک روایت میں آتا ہے کہ بدترین شخص وہ ہے جو حاکم ہو کر جھوٹ بولے لیکن عادل اور سچ بولنے والا عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔ جس کو کوئی ذمہ داری ملے۔ اس کو چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے

(۱) پہلی چیز یہ ہے کہ عہدے کی طلب دل میں نہ ہو یہ بنیادی چیز ہے اور اسلام کا عمومی دستور اس پر مبنی ہے کہ خود عہدے کے حصول کی کوشش نہ کرے کہ مجھے یہ عہدہ دو" حدیث میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی عہدہ کی تلاش میں نکلے اور عہدہ مانگے تو اللہ وہ عہدہ اس کے حوالے کر دیتا ہے کہ چلو اب تو جانے اور تیرا کام۔ اور اگر بغیر طلب کے حوالے ہو تو حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لیے دو فرشتے بھیج دیتا ہے جو اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ ہاں ایک مسئلہ ہے حضرت یوسفؑ کا مصر میں بادشاہ کے ساتھ جو مذاکرہ اور انٹرویو

انک الیوم لدینا مکین امین تم اس وقت وزیر اعظم رہو گے لیکن حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ نہیں "اجعلنی علیٰ خزائن الارض" مجھے شعبہ زراعت اور مالیات کا نظام سونپ دیں" انی حفیظ علیم "مجھ میں دو خوبیاں ہیں (۱) میں اس کا خیال رکھوں گا (۲) میں اس بارے میں آگاہی رکھتا ہوں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام کی اہلیت رکھتا ہے اور وہاں مسلمانوں کے حقوق ضائع ہو رہے ہوں وہاں وہ مطالبہ اس حوالے سے کر سکتا ہے کہ حقوق ضائع ہو رہے ہیں مجھے اس کا موقع دے دیں خدا کرے کہ میں اس کو اچھے طریقے اور ذمہ داری سے نبھا دوں۔

(۲) دوسری چیز یہ ہے -کہ ذمہ داری سونپی جائے تو اس کو اللہ کی طرف سے امانت خیال کرے اور اللہ کے دربار میں روئے کوئی پوسٹ، ڈیوٹی یا ذمہ داری حوالہ ہو تو کہے اے اللہ! میں تو اس کا طالب اور اہل نہیں تھا۔ تو نے دی ہے۔ جب تو نے دی ہے۔ تو اب میری مدد کر پھر رات کو یہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں روئے گا۔ اور دن میں دفتر میں حاضری دے گا۔ حدیث میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

رب کائنات کا فرمان ہے۔ کہ میرا یہ بندہ جب میرے دربار میں ہاتھ اٹھاتا ہے۔ روتا ہے۔ اور مجھ سے مانگتا ہے۔ تو مجھے حیا آتی ہے۔ کہ اس کے ہاتھ کو یوں خالی واپس پھیر دوں۔ رات کو مانگو گے جس پوسٹ پر ہونگے کہو گے کہ اے اللہ میں نے مانگی ہی نہ تھی میرے ذاتی مفادات کچھ بھی نہیں ہیں۔ مخلوق خدا کی خدمت کی ذمہ داری ہے۔ میری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ پھر تیری مدد کے لئے فرشتے بھیج دے گا

(۳) تیسری خوبی یہ ہے کہ جس منصب پر آپ رہیں سرکاری وسائل کو آپ امانت سمجھیں اب جو چیز آپ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ امانت ہے۔ ہمارے معاشرے کا ایک غلط تصور ہے۔ کہ لوگ اجتماعی وسائل کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں اور گمان کرتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ کہ اس کی کوئی باز پرس نہیں ہوتی ۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہوسکتا ہے۔ کہ اس کا گناہ نہ ہو حالانکہ اسلامی حکومت تو درکنار بلکہ کسی غیر مسلم حکومت میں بھی کوئی رہے تو وہاں پر بھی اجتماعی وسائل جتنے بھی ہیں۔ اس کو ہڑپ کر کے ضائع کرنا بدترین خیانت ہے۔ ایک شخصی خیانت ہے۔ کہ کسی شخص کی کوئی چیز کھا جائے ہوسکتا ہے۔ کہ وہ معاف کردے لیکن اگر معاشرے کے حوالے سے کسی چیز پر ہاتھ ڈالا جائے اور وہ ضائع ہو تو پورے معاشرے کا حق ضائع ہو گا۔ حضرت تھانویؒ کے پاس ریل کے ایک سفر میں سامان متعین مقدار سے زیادہ تھا۔ جس کا کرایہ دینا ضروری تھا۔ ٹی ٹی سے کہا چار آنے کا ٹکٹ بنا کردو کہ میں اس کو ضائع کردوں تاکہ خزانہ میں رقم پہنچ جائے۔ ٹی ٹی نے کہا جاؤ میں نے معاف کردیا۔ تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ تم کون ہو چار آنے کو معاف کرنے والے؟ اس میں تو پورے برصغیر کے مسلمانوں، ھندؤوں، سکھوں اور باقی غیر مسلموں کا حق ہے۔ تو ان تمام کی طرف سے تم معاف نہیں کرسکتے ۔ یہ تصور بنیادی چیز ہے۔ میری درخواست ہے۔ زندگی میں حرام اور حلال کی تمیز کرو۔

عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے۔ اگر نماز پڑھتے پڑھتے تمھاری کمر جھک جائے اور روزہ رکھتے رکھتے بال کی طرح باریک ہو جاؤ (بڑی عبادتیں ہیں) لیکن جب تک تم نے حرام کا کھانا نہیں چھوڑا۔ نہ تمھاری نماز کا کوئی فائدہ ہے۔ اور نہ تمھارے روزے کا کوئی فائدہ ہے۔ جب حرام کا ایک لقمہ کوئی کھائے تو چالیس دن تک بدن پر اس حرام لقمے کا اثر رہیگا۔ اور چالیس دن حلال کھائے تب دل میں کچھ نور آئے گا۔ یہ تصور غلط ہے۔ کہ آج حلال کیسے کھائیں گے؟ جب رب پر اعتماد ہو وہ آپ کو حلال دیگا۔ حدیث میں آیا ہے۔ "انا عند ظن عبدی بی"

میرا بندہ ! تو مجھ پر جس طرح گمان کرے۔ اس طرح معاملہ کروں گا۔ ایک شخص کا نظریہ حرام کا ہے۔ اس کو حرام دیگا۔ حلال نہیں دیگا۔ لیکن اگر عقیدہ یہ ہو کہ نہیں بھائی اللہ تعالیٰ حلال کا پیسہ دیگا۔ صرف عقیدے اور نظریے کی بات ہے۔ اس لئے اقتدار کے حوالے سے اس کا خاص خیال ہو ہے۔ کہ حرام سے بچیں اور سمجھیں کہ سرکاری وسائل پورے معاشرے کا حق ہے۔ لیکن اس

احساس کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ تب ہوگا۔ کہ اعمال پر زور ہو۔ نماز پڑھو اور اس طرح پڑھو کہ اللہ تعالیٰ سے جڑ جائیں۔ اس سے تعلق پیدا ہو۔ آپ نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کو بچائے گا۔

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشآء والمنکرولذکر اللہ اکبر ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اعمال کے ساتھ جڑے رہیں۔ اعمال پر جتنا زور ہوگا۔ اتنی ہی حفاظت ہوگی۔ اور اگر اعمال سے کٹ جاؤ گے۔ تو یقیناً تباہی ہی تباہی ہے۔

چوتھی چیز یہ ہے۔ کہ فیصلہ کرتے وقت ذاتی مفادات کا غلبہ نہ ہو۔ بلکہ مخلوق خدا کے لئے انصاف کا فیصلہ ہو۔ میرا یقین ہے۔ جب ایسے فیصلے ہونگے ۔ تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تم میں بہترین شخص وہ ہے۔ جو میرے گھرانے کے ساتھ اچھائی کرے۔ فرمایا میرا گھرانہ میری مخلوق ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ معاشرہ کا ہر فرد بلا امتیاز مذہب وعقیدہ انصاف کا حقدار ہے۔ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ کسی غیر مسلم کے ساتھ کوئی زیادتی کرے تو اس کا گناہ نہیں ہوگا۔ معاشرے میں جو رہے اس میں حقوق کے حوالے سے بات آئے گی ۔ تو اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں ۔ انصاف کا تقاضہ دونوں سے ہے۔ حضرت عمرؓ شام میں جارہے ہیں۔ دیکھا کہ کسی غیر مسلم بے چارے پر تشدد ہو رہا ہے۔ جو ذمہ داری اس کو سونپی گئی تھی۔ وہ اس کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ حضرت عمرؓ نے گورنر کو بلایا اور فرمایا۔ دیکھو غیر مسلم کیوں نہ ہو لیکن تم اس پر زیادتی نہ کرو۔ اس شخص کی جوانیاں ہم نے کھائی ہیں۔ اس نے جوانیاں ہمارے لئے وقف کی ہیں۔ اس کے لئے بیت المال سے وظیفہ جاری کردو۔ پنشن مقرر کرلو۔ اور اس کو گھر بھیج دو۔

پانچویں چیز اس میں عدل وانصاف سے فیصلہ کرنا ہے۔ یہ مشکل کام ہے۔ لیکن بڑا قیمتی ہے۔ تین چیزیں ایسی ہیں۔ جو مانع عدل ہیں۔ معاشرے میں آپ دیکھتے

ہیں۔کبھی کبھی قرابت کے حوالے سے فیصلے ہوتے ہیں۔یہ میرا رشتہ دار ہے۔ یہ فلاں ہے۔ذاتی انتقام کے حوالے سے فیصلے ہوتے ہیں۔جبکہ مال ودولت کے حوالے سے بے انصافی معاشرہ کی عام بیماری ہے۔قرآن کریم اس بنیادی چیز کی نشاندہی کررہا ہے۔

یا ایها الذین امنو اکو نوا قوٰمین بالقسط شهداء لله ولو علیٰ انفسکم او الوالدین والا قربین۔۔ اے ایمان والو۔تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہوجاؤ۔۔راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ۔۔اگرچہ تمہارے نفسوں، والدین اور رشتہ داروں پر کیوں نہ ہوں۔۔یعنی ایسے عدل سے کام لو کہ پتہ لگے کہ اپنے وپرائے کا یہ فرق درمیان سے مٹ جائے۔پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس ایک مسئلہ آیا ایک خاتون کا چوری کے مسئلہ میں ہاتھ کاٹنا تھا۔حضرت زیدؓ نے سفارش کی۔پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔اگر میری بیٹی فاطمہ یہ جرم کرتی "**لقطعت یدها**" آج میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔ یہ خوبیاں صحابہ کرام میں تھیں۔روئے زمین پر ایسی جماعت کا ملنا مشکل ہے۔جو قانون کی پاسداری اس درجہ میں کرے کہ مجرم خود اپنے اوپر گواہی دیکر اپنے لئے سزا تجویز کرے۔گویا خود مجرم، خود گواہ اور خود منصف ہے۔صحابہ کرام کی قیمت اس سے بڑھ گئی اور **رضی الله عنهم ورضوا عنه** کے مستحق قرار دیئے گئے۔

ان پانچ اصول پر ہم معاشرے میں رہتے ہوئے اگر کام کریں۔تو یقیناً یہ ہمارا اٹھنا بیٹھنا اور ہمارا یہ سب نظام اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایک ثواب بن جائے گا۔بحیثیت مسلمان جو کوئی جو پرزہ ہے۔جس درجہ میں لگا ہوا ہے۔آپ ان اصول کا خیال کریں۔فرائض منصبی کا احساس کریں۔تو یقیناً اپ کی یہ محنت اور یہ تگ ودو اور آپ کی یہ ڈیوٹی آپ کے لئے نجات اور ثواب کا ذریعہ ہے۔لیکن خدانخواستہ اگر اس میں دینی اقدار کھو بیٹھیں۔اور جو ہمارے فرائض منصبی ہیں۔اس کو ہم ضائع کریں۔تو ہمارے لئے وبال جان بن جائیں گی۔اگر پانچ آدمی کسی شخص کے گریبان کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔تو پورے صوبے کے لوگ بھی آپ کے گریبان

میں ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔۔یہی اسلام میں حکمرانی کا تصور ہے۔کہ اقتدار کو عبادت سمجھے۔آدمی کی سوچ یہ ہو کہ بھائی میں تو عبادت کی ایک شعبے میں لگا ہوا ہوں۔اس لئے میں ایک پرزہ ہوں اور رب کائنات نے مجھے اس کارخانہ عالم کے جس میدان میں محنت کے لئے مقرر کیا ہے۔اس میں لگا ہوا ہوں۔

اللہ تعالیٰ میری اور آپ سب کی یہ معمولی سی محنت اپنی دربار میں قبول فرمائے۔

آل پاکستان **مسابقه حفظ القرآن** مع التجوید

زیر اہتمام **اداره تعلیم القرآن والسنه**

منظور کالونی کراچی 13 اگست بروز ہفتہ بعداز مغرب ان شاءاللہ

پہلا انعام ایک لاکھ روپے

دوسرا انعام 75 ہزار روپے

تیسرا انعام 50 ہزار روپے

الداعی الی الخیر **شبیر احمد عثمانی**

رئیس ادارہ تعلیم القرآن والسنہ سیکٹر جی منظور کالونی کراچی

5390231-580439

Scanned with CamScanner

فتنوں کے سدباب کے لئے شرعی راستوں کی تلاش

مفتی ذاکر حسن نعمانی

انسان شتر بے مہار نہیں - بلکہ چند ضابطوں کے تحت زندگی گزارتا ہے- یہ ضابطہ کبھی اخلاقی ہوتا ہے- کبھی معاشرتی، کبھی قانونی - کبھی شرعی - مادہ پرستی اور نفس پرستی دن بدن زور پکڑ رہی ہے- جس کی وجہ سے انسان سب ضابطے آہستہ آہستہ توڑ رہا ہے- دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو مذکورہ بالا ضابطوں میں سے کسی نہ کسی ضابطہ کے تحت زندگی گزارتے ہیں- لیکن نفس اور شیطان کے پجاری ان پابند لوگوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ دنیا سے کسی نہ کسی طرف لطف اندوز ہونا چاہیے- کسی قسم کی پابندی کو اس لطف اندوزی میں حائل نہیں ہونا چاہیے- بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست — مادیت یا نفس پرستی اور خواہش پرستی کی یلغار سیکولرازم کی شکل میں پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے- عالم کفر کی پوری کوشش یہ ہے کہ پوری دنیا کے وسائل پر قبضہ کر کے لوگوں کو اپنی خدا بیزار تہذیب، سیاست اور معیشت کے تابع کر دیں - اور پوری دنیا میں سب لوگوں کا متفقہ مذہب سیکولرازم ہو - سارے لوگ دنیادار بن جائیں- دنیا میں ویسے بھی چمک ہے- لیکن کفار اس کو مزید چمکا رہے ہیں- جس کے نتیجہ میں دنیا پرست اور نفس پرست انسان اس پر مرمٹتا جا رہا ہے- لوگوں کو علاج، دولت، تعلیم، عیاشی اور سپاٹا چاہیے- دین اور دینداری ہو یا نہ ہو- یہ بہت غلط اور خطرناک تصور ہے- آخرت میں دوبارہ دنیا کی حقیقت جب سامنے آئے گی- تو پھر افسوس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا-

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا دنیا قیامت کے دن ایسی بڑھیا کی شکل میں لائی جائے گی- جس کے سر کے بال کھچڑی ہو رہے ہوں گے- آنکھیں نیلگون ہوں گی- دانت پھاڑ رہی ہوگی اور نہایت بدشکل ہوگی- وہ مخلوق کو جھانک کر دیکھے گی- لوگوں سے دریافت کیا جائے گا- اسے جانتے ہو لوگ جواب دیں گے

اللہ کی پناہ جو ہم اسے جانیں- لوگوں کو بتلایا جائے گا- یہ وہ دنیا ہے جس کی خاطر تم باہم جھگڑتے تھے- رشتوں کو توڑتے تھے- ایک دوسرے پر جلتے تھے- اور باہم بغض اور نفرت رکھتے تھے- اور دھوکے میں رہتے تھے- پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا- وہ پکارے کہ میرے رب میرے پروردگار، میرے مرید اور چیلے کہاں ہیں- اللہ پاک حکم دیں گے کہ اس کے مریدوں اور چیلوں کو اس کے ساتھ ملا دو-

مذہب کی ضرورت:

دنیا میں رہتے ہوئے ہر انسان کوئی نہ کوئی مذہب ضرور اختیار کرتا ہے- بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور اونچے اونچے مناصب والے خود کو کسی نہ کسی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں- پھر اس مذہب کی تعلیمات میں اپنی عقل اور تعلیم کو دخل انداز ہونے نہیں دیتے- مذہب خواہ غلط ہو یا صحیح ہر انسان چاہتا ہے- کچھ عبادت کر لے- کسی کے سامنے جھکے- کسی کو پوجے- اللہ تعالیٰ نے یہ مذہبی ضرورت ہر دور میں پوری کی ہے- اس دور میں صحیح مذہب اسلام ہے- جس کا اعتراف کفار اور اغیار بھی کرتے ہیں- لیکن کسی نہ کسی وجہ سے اسلام کو قبول نہیں کرتے- مثلاً قوم اور برادری کی وجہ سے اپنا مذہب نہیں چھوڑتے یا دنیا پرستی اور آزادی کی وجہ سے یا پھر مسلمانوں کے کمزور کردار کی وجہ سے یا مسلمانوں کی طرف سے اسلام کی تبلیغ نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مذہب اسلام میں داخل نہیں ہو رہے- پھر ہدایت بھی اللہ کے قبضہ میں ہے- وہ جس کو چاہیں اسلام کی طرف ہدایت دیں- جس کو چاہیں ہدایت نہ دیں- حضور کی بہت بڑی خواہش اور کوشش تھی کہ ابوطالب اسلام قبول کر لیں- لیکن اللہ نے اس کو ہدایت نہ دی-

مذہب بیزاری:

باوجود اس کے کہ ہر انسان خود کو مذہبی ظاہر کرتا ہے- خواہ غلط مذہب ہو یا صحیح - کیونکہ مذہب بیزاری معاشرہ میں ایک اچھا فعل نہیں - بلکہ معاشرہ میں مذہبی آدمی کو لوگ شریف آدمی

Scanned with CamScanner

سمجھتے ہیں۔لیکن نفس اور شیطان اور مادہ پرستی کی وجہ سے لوگ اپنے اپنے مذاہب کو آہستہ آہستہ سلام کرر ہے ہیں۔مذہب کے ساتھ حقیقی لگاؤ بہت کم ہے۔سیکولر لوگ مذہبی پابند آدمی کو شدت پسند، انتہا پسند، رجعت پسند اور بنیاد پرست جیسے الفاظ سے موسوم کر کے اپنے مذہب کے خلاف نفرت پیدا کرر ہے ہیں۔سیکولر لوگ لوگوں کو سیکولر بنانے کے لئے مختلف طریقوں سے کام کرر ہے ہیں۔مثلاً مادہ پرستی کی تبلیغ ، بے حیائی اور بے غیرتی کا فروغ ، مذہب اجتماعی چیز نہیں ذاتی معاملہ ہے۔اپنا مسلک چھوڑو نہ دوسرے کا مسلک چھیڑو نہیں۔جیو اور جینے دو۔دنیا کو امن کا گہوارہ بناؤ۔جیسے خوش کن نعروں کے ذریعے لوگوں کو بے دین بنار ہے ہیں۔کچھ لوگ سوچی سمجھی ترکیب کے ساتھ دین کے نام پر بے دینی اور الحاد کو فروغ دے رہے ہیں۔جس کے لئے مستقل تحریکیں چلائی جاتی ہیں۔ان تحریکات کے پیچھے یہودی، عیسائی اور مغربی دانشوروں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ان لوگوں نے اپنی خدا بیزار اور مذہب بیزار یونیورسٹیوں میں اسلامی ریسرچ کے نام سے الحاد کے دروازے کھول دیے ہیں۔بعض بے دین ، یا نادان ان یونیورسٹیوں کے غیر اسلامی ریسرچ کو اسلامی ریسرچ سمجھ کر دل و جان سے قبول کرر ہے ہیں۔شاید ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جس طرح یورپ اور امریکہ دنیاوی اور عصری علوم کے ریسرچ میں امام ہے۔اس طرح اسلام فہمی میں بھی یہ لوگ بہت آگے ہوں گے۔حالانکہ ایسا سمجھنا بدفہمی ، کج فہمی اور کم فہمی ہے۔نام نہاد دینی تحریکیں بظاہر دینی خیر خواہی کی بنیاد پر جو فکری اور نظریاتی فتنے پھیلا رہے ہیں۔بہت خطرناک ہے۔دین کے نام پر اٹھنے والی ان تحریکات کے بارے میں عوام کو سمجھانا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔عوام کا یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ مذہبی لوگ خواہ مخواہ ہر جگہ مذہبی ٹھیکیدار بن کر ٹانگ اڑاتے ہیں۔حالانکہ صحیح مذہبی سکالر اسلام اور مذہب کے چوکیدار بن کر محض خیر خواہی کی بنیاد پر لوگوں کی صحیح دینی راہنمائی کرتے ہیں۔مذہبی فتنوں کو سمجھنا مشکل کام ہے۔ان کو صرف پختہ کار، صحیح خیر خواہ علماء ہی سمجھ سکتے ہیں۔

یورپ اور امریکہ کی چال:

کفار چاہتے ہیں کہ تمام مسلم ممالک کی سیاست، معیشت اور تہذیب ان کی خواہش کے مطابق ہو۔ہر مسلمان ملک پر زبردستی اپنے افکار مسلط کرر ہے ہیں۔ہر ملک پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ جمہوری نظام قائم کرو۔اس لئے کہ جمہوریت میں ہر قسم کی آزادی ہے۔بعض اوقات سوچتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر سعودی عرب میں شہنشاہیت اور اسلامی نظام ختم ہو جائے تو پھر دوسرا نظام آزاد جمہوریت ہے۔تو حرمین کی کیا حالت ہوگی۔یورپ اور امریکہ سعودی عرب کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔بقیہ مسلم دنیا اور عرب ممالک تو ہر میدان میں مکمل ان کفار کے تابع ہیں۔ان عرب ممالک اور مسلم ممالک میں دینی تعلیم ، دینی مکاتب اور دینی یونیورسٹیاں اور دینی لوگ بڑی تیزی کے ساتھ ختم ہو رہے ہیں۔کون مرد مجاہد ہوگا جو ان کفار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان سے کہے کہ تمہارا نظام تہذیب، سیاست اور معیشت تمہیں مبارک ہو۔ہمارے پاس اپنی اسلامی معیشت، سیاست اور تہذیب موجود ہے۔ہر گھر ، قوم اور ملک کا اپنا دین نظام اور رواج ہوتا ہے۔جو جس نظام کو اپنائے کسی کو حق نہیں کس پر اپنا نظام یا افکار مسلط کرے۔یہ کفار جس جمہوریت کو اس دور کا کلمہ طیبہ سمجھتے ہیں۔اس کا بھی تقاضہ ہے کہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک کے ساتھ نہ چھیڑے۔ہر ایک کو آزاد چھوڑ دے۔اگر کفار کے ممالک میں سب لوگ آزاد زندگی بسر کرر ہے ہیں ان پر کوئی روک ٹوک نہیں تو کسی ملک کو کیوں آزادی نہیں ملتی۔اگر کسی فرد، قوم اور ملک کو کسی قسم کی پابندی کرنی چاہیے۔تو اس میں بھی سب کو آزادی ملنی چاہیے۔

جو جس قسم کی پابندی چاہے اس کو اپنائے۔ہم مسلمان اسلامی پابندی کو اپنائیں گے۔ملاں عمر نے تو کفار کے نظام اور تہذیب کو نہیں چھیڑا تھا۔صرف اپنے ملک کے نظام کو سنوارنا شروع کیا تھا۔سب لوگ اس کے خلاف ہو گئے۔حالانکہ کفری ممالک کے نظاموں میں بے شمار غلطیاں ہیں۔کوئی ان کے خلاف آواز نہیں اٹھاتا۔بلکہ ان کی ہر غلط بات کو درست قرار دیتے ہیں۔اس لئے کہ ان کا زور چلتا ہے۔ان کی کج کلاہی کا دور ہے؟ پوری دنیا میں ان کی چودہراہٹ

Scanned with CamScanner

قائم ہے۔ چھلنی نے کوزے سے کہا تیرے اندر دو سوراخ ہیں۔ کفار کو اپنے بے شمار داغ اور سوراخ نظر نہیں آرہے۔

فتنے:

(۱) آزادی نسواں (۲) میڈیا (۳) فلم ڈرامے تصاویر (۴) این جی اوز (۵) نام نہاد اسلامی تنظیمیں (۶) فکری فتنے (۷) فرقہ واریت (۸) سیکولر سیاسی جماعتیں (۹) حکومتی فتنے (۱۰) بدنظمی اور بے نظمی

آزادی نسواں:

منظم طریقے سے آواز لگائی کہ عورت کو اللہ تعالی نے ہر قسم کی صلاحیتوں سے نوازا ہے ان کو مردوں کے ساتھ ہر میدان میں شانہ بشانہ چلنا چاہیے۔ رکاوٹ بننے والے پر الزام لگایا کہ عورتوں کے حقوق غصب کر رہا ہے۔ حالانکہ دونوں کی ساخت اور صلاحیت جدا ہے۔ دائرہ کار جدا ہے۔ جس کی وجہ سے پوری دنیا نے دیکھ لیا کہ عورت مرد کے ساتھ ہر میدان میں شانہ بشانہ نہیں چل سکتی۔ چونکہ گھر سے نکل چکی تھی۔ لہذا اپنے لئے فلم، ٹی وی، سٹیج شو اور ماڈلنگ جیسے پرکشش میدان کا انتخاب کیا۔ جس کی وجہ سے خاوند، بہن، بھائی، ماں، باپ اور اولاد سے محروم ہو کر کتوں اور بلیوں کے ساتھ دل بہلاتے بہلاتے ایک ایک مر رہی ہے۔

میڈیا:

میڈیا پر کفار اور اغیار کا مکمل قبضہ ہے۔ اپنے افکار اور بے حیائی پھیلانے میں کامیاب ہیں۔ ہر گھر میں ٹی وی موجود ہے۔ لوگ اپنی اپنی خواہش کے ساتھ مختلف چینلز کے ذریعے کے پروگرام دیکھ رہے ہیں۔ ہمارا میڈیا بھی ان کی نقل اتار رہا ہے۔ ہمارے اخبارات، رسائل ناول، افسانے سب تخریبی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہر اخبار میں عام تصاویر کے علاوہ گندی بے حیا تصاویر کی بھر مار ہے۔ ان اخبارات کا مطالعہ عام لوگوں کے علاوہ دیندار طبقہ بھی کر رہا ہے

غلط افکار والے مضامین بھی ان اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں۔ جو لوگوں کو فکری طور پر گمراہ کر رہے ہیں۔

فلم اور ڈرامے:

ثقافت اور تفریح کے نام پر زبردست بد اخلاقی اور بے حیائی پھیلا رہے ہیں۔ اس میدان میں گندے لوگ گندے اور بے حیا کردار ادا کر رہے ہیں۔ لوگ فلمیں اور ڈرامے دیکھ کر اتنے بے حیا ہو گئے ہیں کہ پوری فیملی ایک ساتھ بیٹھ کر گندی اور بے حیا فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہیں۔ اس لئے کہ حیا کسی کے اندر باقی نہیں۔ مشہور فلمی اداکار محمد علی کا اخبار میں بیان آیا تھا کہ میری فلمیں فیملی (خاندان) اکٹھی ہو کر دیکھ سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میری فلموں میں کوئی بے حیا کردار نہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ اب بھی پوری فیملی اکٹھی ہو کر ہر قسم کی فلمیں دیکھ سکتی ہے۔ اس لئے کہ حیا باقی نہیں رہی۔ آج کل کی فلموں اور ڈراموں کا حاصل مار دھاڑ اور عشق بازی ہے تمام فلموں کا مرکزی کردار یہی دو باتیں ہیں۔ بقیہ پوری کہانی ان ہی دو کرداروں کے گرد گھومتی ہے۔

تصاویر:

فلم، ٹی وی اور ماڈلنگ والوں کی گندی اور بے حیا الگ الگ یا جوڑوں کی تصاویر سے ہر بازار بھرا ہوا ہے۔ لوفر اور اوباش قسم کے لوگ ان کو خرید کر ان سے اپنی بیٹھکیں سجا رہے ہیں۔ بعض زیادہ بے حیا ان گندی اور ننگی تصاویر کو اپنے غسل خانوں میں لگاتے ہیں۔ نابالغ بچے روزانہ ان تصاویر کو غور سے دیکھتے ہیں۔ تقریباً ایک دس سالہ بچے کو دیکھا جو ان تصاویر کو بڑے غور کے ساتھ کھڑا دیکھ رہا تھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ یہ نابالغ بچہ پتہ نہیں ان تصاویر کو دیکھ کر کیا نتیجہ اخذ کرے گا۔ اس کے کردار اور اخلاق پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ ان جیسی بے حیا باتوں ہی سے بچے بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ نابالغ نسل بالغ ہو کر آگے کیا گل کھلائے گی۔

Scanned with CamScanner

این جی اوز:

تمام ممالک کو ان تنظیموں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے-فلاح و بہبود اور ترقی کے نا پر کام کرنے والی بعض تنظیمیں سادہ لوح دیہاتی عورتوں کو گھروں سے نکال رہی ہیں-خاند نظام خراب کر رہے ہیں-یہ تنظیمیں ظاہراً یہ آواز نہیں لگاتیں کہ مردوں نے آپ کے حقوق غ لیے-باہر نکل کر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرو-بلکہ ایک خاص پر حکمت ٹیکنیک کے ذریعے آہ آہستہ عورتیں اپنے اپنے گھروں اور شوہروں کو خیر باد کہہ دیتی ہیں-حدیث میں انہی عورتوں بارے میں آتا ہے-تکفرن العشیر یعنی اپنے شوہروں کی ناشکر گزار ہوں گی-یہ تنظی عورتوں کو اپنے شوہروں کے قبضہ سے آزاد کر دیتی ہیں-

نام نہاد اسلامی تنظیمیں:

اسلام اور اسلامی تعلیمات کی ترویج کے نام پر بہت سی غیر اسلامی تنظیمیں وجود میں ہیں-سوچی سمجھی ترکیب کے ساتھ مردوں اور عورتوں کو اسلام کی آڑ میں خدا بیزاری کا سبق ہیں-سادہ لوح عوام کا خیال ہوتا ہے کہ یہ جماعت اسلامی انقلاب لائے گی-حالانکہ وہ اسلا نام پر زبردست فتنہ ہوتا ہے-ان تنظیموں کے بارے میں عوام کو سمجھانا مشکل ہو جاتا ہے-اسی بعض فکری تنظیمیں اور فکری فتنے ہیں-کہیں فکر اقبال کے نام سے کام ہو رہا ہے-کہیں فکر کہیں فکر قائداعظم کہیں فکر شاہ ولی اللہ کے نام سے-ہمیں ان حضرات کے صحیح اسلامی افکار اختلاف نہیں-لیکن ان کے ناموں پر مستقل فکری تنظیمیں بنانا خطرناک فتنہ ہے-پتہ نہیں حضرات کی فکر اور ان کے نام کی تنظیم کی فکر آپس میں میل کھاتی ہے یا نہیں؟-ان حضرات تو کوئی ایسی فکری تنظیم نہیں بنائی-لیکن ان کے چیلوں اور پیرو کاروں کو شاید ان کے ایسے گئے ہیں جو پوری دنیا میں انقلاب برپا کر دیں گے-ہمارے پاس حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے اور انقلابی افکار اور کردار موجود ہے-اگر کہیں اجتہادی افکار کی ضرورت پڑے تو پھر ان

میں بڑے بڑے اساطین امت گزرے ہیں-ان سب کے افکار سے فائدہ اٹھائیں-جن میں سرفہرست شاہ ولی اللہؒ کا اسلامی فلسفہ ہے-

فرقہ واریت:

کس نہ گوید کہ دوغ من ترش است-جہاں اجتہاد کی گنجائش ہو وہ صرف اہل حضرات یعنی مجتہدین کو اللہ کے لئے تعصب سے ہٹ کر اختلاف کی اجازت ہے-بعض لوگوں کے اختلاف کی بنیاد خواہش پر ہوتی ہے-اس کے لئے وہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں-اپنے غلط افکار اور مسلک کو واضح سچے اور حق دلائل سامنے آنے کے بعد بھی نہیں چھوڑتے جس کی وجہ سے کئی باطل فرقے وجود میں آ گئے-اور پھر اپنے اپنے غلط مسلک کی خاطر ایک دوسرے کا خون کرنے کو بھی جائز سمجھتے ہیں-عوام کی ایک کثیر تعداد ان باطل فرقوں کے نرغے میں آ چکی ہے-

سیکولر سیاسی جماعتیں:

انبیاء کرام کے کاموں میں سے ایک کام ملی سیاست ہے-اس ملی سیاست کو حضورؐ کے سچے اور حق جانشین قیامت تک جاری رکھیں گے-نفس پرستی اور شیطان پرستی کی وجہ سے غیر اسلامی سیاسی جماعتیں وجود میں آ گئیں-جو جمہوریت کے نام پر اسلام کی ہر قسم کی خلاف ورزی کو جائز سمجھتے ہیں-جمہوریت کے نام پر الیکشنی سیاست کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کر کے ملک وملت کو غیر اسلامی راستوں پر زبردستی چلاتے ہیں-جس کے نتیجے میں اب ہر ملک خود کو فخراً سیکولر کہتا ہے-

حکومتی فتنے:

بے دین اور بد دین سیاسی جماعتیں جب حکومت بناتی ہیں-تو ملک وملت کے لئے ایک مستقل فتنہ بن جاتی ہیں-غیر اسلامی آئین، قانون اور ڈنڈے کے زور پر غیر اسلامی روایات اور قوانین نافذ کرتی ہیں-چنانچہ تعزیرات ہند کے غیر اسلامی قوانین آج تک جاری ہیں-جو نئے

قوانین بنتے ہیں وہ بھی غیر اسلامی ہوتے ہیں- اگر ملک میں اسلامائزیشن کے لئے کوئی عمل شروع کیا جائے تو پہلے دیکھنا پڑتا ہے-اس نئے اسلامی عمل کیلئے ملک میں موجود آئین اور قانون کے اندر گنجائش ہے-یا نہیں- اپنے ملک کے غیر اسلامی آئین اور قانون کو قرآن وحدیث کی طرح نا قابل تردید حقیقت سمجھتے ہیں-

یہ حکومتی فتنہ کبھی مارشل لا (فوجی قانون) کی صورت میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے-ملکی عدالتیں خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے نظریہ ضرورت کے تحت مارشل لاء کے جواز کا حکم صادر کرتی ہیں- فوجی حضرات ملک کی باگ ڈور سنبھال کر اپنی طاقت کے بل بوتے پر سیکولر حکومت کو مزید سیکولر بنا دیتے ہیں-ان کی پوری طاقت ملک وملت اور عوام کے خلاف استعمال ہوتی ہے-اپنی اصل فوجی سرگرمیاں مدھم پڑ جاتی ہیں-لوگوں کی صلاحیتیں دب جاتی ہیں- کفار اور اغیار کی پالیسیوں کو ڈنڈے کے زور پر پروان چڑھاتے ہیں-

بے نظمی:

ہر طرف دل بدنظمی اور بے نظمی کے مظاہرے ہورہے ہیں- اتفاق ختم ہوگیا ہے-مرز بے اتفاقی پر اتفاق ہے-کوئی منظم اصلاحی خفیہ پالیسی ہے ہی نہیں- کفار منظم ہیں-خفیہ پالیسیاں رکھتے ہیں- ان کو عملی جامہ پہنانے میں ہمارے اپنے گھر کے افراد ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں-ہماری صحافت ہماری خفیہ پالیسیوں کا پردہ چاک کردیتی ہیں-کامیاب صحافی وہ ہے جو ہر آدمی سے اس کے خفیہ راز کسی نہ کسی طرح اگلوا کر اس سے سب کو قلم کی جولانیاں دکھلا کر آگاہ کردے-اس کو کامیاب صحافت سمجھتا ہے-

متبادل شرعی راستے:

عالم اسلام کو ان تمام عالمگیر فتنوں کے خلاف منظم ہو کر اتفاق اور اتحاد کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے-عالم اسلام کو مندرجہ ذیل امور کے بارے میں غور وفکر کرنا چاہیے-

(۱) مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر دینی اور دنیاوی میدان میں منظم ہو کر ملک وملت کی ترقی کے لئے کام کریں-ہمارے ملک میں تو بے نظمی اور بدنظمی کی بدترین مثالیں موجود ہیں- بہت کم تنظیمیں ایسی ہوں گی-جو ملک وملت کے لئے منظم طریقے سے کام کررہی ہیں- ابھی تک کوئی تنظیم اور پالیسی ثمرآور نہیں ہوئی- بہت جلد مرجھا کر ختم ہوجاتی ہیں-بعض تنظیم والے سوچتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی میں اپنی پالیسیاں ثمرآور دیکھ لیں- کفار کی نسلیں ختم ہوجاتی ہیں-لیکن ان کی پالیسیاں تسلسل کے ساتھ جاری رہتی ہیں-۱۶۰۱ء میں انگریز تجارت کے بہانے برصغیر آیا تھا- مقصد سونے کی چڑیا کو پکڑنے کا تھا-۱۸۵۷ء میں براہ راست ہندوستان کے اقتدار کی باگیں تاج برطانیہ کے حوالہ کر دیں- ان کی نسلیں ختم ہوگئیں-لیکن اپنی پالیسی میں کامیاب ہوکر تقریباً ایک صدی حکومت کر گئے-اور اب بھی پوری دنیا میں ان کی پالیسیاں نافذ ہیں-

دینی طبقہ انفرادی طور پر خوب کام کررہا ہے-لیکن منظم نہیں- الگ الگ اعلیٰ صلاحیت والی شخصیات اپنے طور پر کام کررہی ہیں-لیکن ان کا کام اس طرح منظم نہیں کہ ان کے ساتھ پوری ایک جماعت ہو اور کام کے ساتھ رجال سازی بھی ہوتی رہے- اور کام بھی خوب ثمرآور ہوگا-کیونکہ جب تک جماعت اور انجمن نہ ہو-ایک آدمی کیا کام کرسکتا ہے-

(۲) بین المدارس ربط:

وفاق المدارس کے علاوہ ملک کے دیگر بڑے بڑے جامعات میں بعض دینی اہم امور کیلئے مضبوط ربط ضروری ہے- ہماری بے ربطی کا تو یہ حال ہے-کہ ایسے مدارس بھی ہیں کہ جن کے اندر علماء کا آپس میں ربط نہیں- بالکل آپس کے مشورہ سے کام نہیں کرتے - بلکہ ایک ہی مدرسہ سے متضاد فتوے بھی شائع ہوتے ہیں--جس کی وجہ انانیت ہی ہوسکتی ہے-بعض مسائل کے حل کے لئے اجتماعی غور وخوض ضروری ہے--جس کے لئے ماہر اور جید علماء کی ایک مجلس ہونی چاہیے-جو زیر غور مسئلہ کا ہر پہلو سے جائزہ لیکر اجتماعی حل نکالیں-ایسی مجلس ملکی سطح پر بھی ضروری ہے-اور شہری سطح پر بھی-- ان مجلس والوں کو دور حاضر کے ہر نئے مسئلے کا فوری حل پیش کرنا ضروری

Scanned with CamScanner

ہے-تاکہ زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ چلنا ممکن ہو-بعض مسائل میں اہل زمانہ ہم سے آگے نکل چکے ہیں-

(۳)عوامی دینی خدمت:

بعض دیہات میں آپس کے ہر قسم کے تنازعات کے حل کے لئے جرگہ سسٹم رائج ہے جن کے بعض بعض جگہوں میں علماء بھی ممبر ہوتے ہیں-

جن علاقوں میں مستند اور قابل علماء موجود ہیں-ان کو قضاء کے بارے میں مکمل طور پر آگاہ کرنا ضروری ہے-تاکہ لوگوں کے تنازعات کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صلح کی صورت میں حل کرسکیں-ان علماء کو باقاعدہ قضا کورس کے ذریعہ تیار کیا جائے-اور پھر لوگوں کو سمجھایا جائے کہ عدالتی چکروں میں نہ پڑیں-مال اور وقت ضائع نہ کریں-ہماری عدالتوں میں عدل نہیں ملتا پیسہ بھی خرچ ہوتا ہے-اور مقدمہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتا-اس لئے ملکی سطح پر قضاء کے کورس کا اہتمام ہونا چاہیے-جس کے لئے از سر نو وکلاء، ججز،اور ماہر فقہاء کوئی نصاب مقرر کریں-اور وہ ان علماء کو پڑھایا جائے-پھر یہ علماء لوگوں کے مسائل اور تنازعات کو اسلام کے مطابق حل کریں گے-ضرورت پڑے تو مشورہ کے لئے دیگر ماہر فقہاء کی طرف رجوع کریں-ایسے شرعی جرگہ سسٹم کے لئے کسی قانون سازی کی بھی ضرورت نہیں-

اسی طرح شہری سطح پر کاروباری حضرات کو مہینہ میں ایک آدھ بار جمع کرکے معاملات کے مسائل سے آگاہ کرنا ان کے کاروباری اور معاملاتی مسائل سن کر ان کا حل پیش کرنا بھی ضروری ہے-اس کے لئے ہر شہر میں بڑے بڑے ایسے مفتیان کرام کا وجود ضروری ہے جو جدید مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں-اس کے لئے بھی مفتیان کرام کو باقاعدہ جدید مسائل کو سمجھنے اور ان کے حل کا ڈھنگ بتایا جائے- بہت کم علماء میں جدید مسائل کے حل کرنے کی صلاحیت موجود ہے-اس کے لئے اقتصادیات کے کورسز کا ہر شہر میں اہتمام ہونا چاہیے-

انگریزی زبان:

دینی مدارس کے ساتھ میٹرک تک اسکول اور اس کے بعد دینی علوم کے ساتھ انگریزی زبان میں مہارت حاصل کرنا-عصر حاضر کی اہم ضرورت ہے-عصری تقاضوں کو سمجھنے کے لئے انگریزی زبان بہترین آلہ ہے- اسی طرح عصری تقاضوں کو سمجھ کر دین کا کام کرنا اور آگے بڑھانا،علماء کرام کا فریضہ ہے- آج کل اہل زمانہ کے عرف کو سمجھنے کے لئے جس طرح مقامی اور علاقائی زبانیں سیکھنا ضروری ہے- اسی طرح انگریزی جیسی اہم اور عالمی زبان کا سیکھنا بھی ضروری ہے-ترمذی شریف میں ہے-حضورؐ نے زید بن ثابتؓ کو سریانی زبان سیکھنے کے لئے کہا تو آپؓ نے ۱۵ دن میں وہ زبان سیکھ لی- پھر یہود کی طرف یہ بھیجنے والا خط لکھتے تھے اور ان کی طرف سے آنے والے خطوط کو بھی پڑھ کر سنایا کرتے تھے-علماء کرام نے ضرورت کے تحت منطق کو اتنا سیکھا کہ درس نظامی کی ہر کتاب کے اندر منطق گھس گئی ہے- آج کل کمپیوٹر کو سیکھنے کی ضرورت تھی وہ بھی ضرورت کے تحت مدارس میں داخل ہو چکا- بڑے بڑے جامعات والوں کو چاہیے کہ میٹرک تک انگلش میڈیم سکول بنائیں،اور اس کے بعد درجہ اولی سے لیکر دورہ حدیث تک انگریزی کو اہتمام کے ساتھ بطور زبان سکھایا جائے- اگر علماء کے اندر انگریزی پڑھنے اور لکھنے کی استعداد پیدا ہوئی تو انشاءاللہ بہت مفید ہوگا-عصری تقاضوں کو سمجھ کر جدید مسائل حل کریں گے-بیرون ممالک میں قرآن وحدیث کا انگریزی میں درس ہو یا تقریر،خوب آسانی سے کریں گے-ہمارے ملک کے اندر انگریزی میں چھپنے والے اخبارات میں کسی عالم کا دینی مضمون نہیں ہوتا-اگر ایسا ہوا تو جو طبقہ انگریزی اخبارات پڑھتا ہے-وہ اسلام کے قریب ہوتے چلا جائے گا- بلکہ علماء پھر اس قابل ہو جائیں گے کہ اپنا انگریزی زبان کا اخبار بھی جاری کر لیں گے- یہ ایک مفید دینی خدمت ہوگی- انگریزی زبان میں کتابیں لکھیں گے- انگریزی خوان طبقہ ان کے قریب ہو جائے گا- فاصلے ختم ہو جائیں گے-

Scanned with CamScanner

اخبارات کی اصلاح:

میری دیرینہ خواہش تھی کہ علماء کرام کے اپنے اخبارات ہوں- کچھ اخبارات فی الحال چھپ رہے ہیں-لیکن ان سے تشنگی دور نہیں ہوتی- ملک کے موجودہ اخبارات میں گندی، ننگی اور بے حیاء تصاویر ہوتی ہیں-فلمی اشتہارات ہوتی ہیں- غلط مضامین ہوتے ہیں-بعض جھوٹی اور سنسنی خیز خبریں ہوتی ہیں-بعض اوقات خفیہ رازوں کا انکشاف ہوتا ہے-توہین آمیز اور ہتک آمیز کارٹون ہوتے ہیں- دین اور دیندار لوگوں کے خلاف بیانات اور مضامین ہوتے ہیں-علماء کرام اور مفتیان کرام کو ایسے اخبارات کے خریدنے اور ان کے مطالعہ کے بارے میں ان کی شرعی حیثیت واضح کرنی چاہیے- ان میں سے کسی اخبار کی کسی بھی بے حیا عورت کی کوئی تصویر خدانخواستہ خاکم بدھن کسی عالم کے جیب میں نکل آئے-تو کتنی رسوائی ہوگی-لیکن ہمارا مشاہدہ ہے- ان بے حیا عورتوں کی ننگی تصاویر والے اخبارات علماء کرام کے ہاتھ اور جیبوں میں ہوتے ہیں- مدارس میں ایسے اخبارات پڑے ہوتے ہیں- مساجد میں دیکھے گئے ہیں- اگر مفتیان کرام عدم جواز کا ایک متفقہ فتوی مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر جاری کردیں- کہ ان اخبارات کا خریدنا اور مطالعہ حرام ہے تو فوراً ان کی اصلاح ہوجائے گی-لیکن اس کے ساتھ ساتھ متبادل ایسے اخبارات کا اجراء ضروری ہے کہ لوگ اخبارات کی کمی محسوس نہ کریں- ایم ایم اے کو چاہیے کہ اعلان کردیں کہ ہمارے ووٹرز ان اخبارات کی خرید وفروخت اور مطالعہ چھوڑ دیں- ان کا سیاسی فتوی شرعی فتوی سے بڑا کارگر ہوگا-

ٹی وی، انٹرنیٹ اور خدمت دین:

ٹی وی اور کمپیوٹر اسکرین پر آنے والے صورت کے بارے میں ایک متفقہ فیصلہ ضروری ہے کہ یہ صورت تصویر ہے یا نہیں- اگر اسکرین کی یہ صورت تصویر نہیں- تو پھر ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعے خدمت دین وقت کی ایک اہم ضرورت ہے- کفار اسی مضبوط میڈیا کے ذریعے

بے حیائی اور غلط افکار ونظریات پھیلا رہے ہیں- لیکن ہماری طرف سے کوئی جواب نہیں- اگر بالفرض اسکرین پر آنے والی صورت تصویر ہے- تو پھر بھی علماء کو **الامور بمقاصدھا** کے تحت سوچنا چاہیے- ایٹم بم کے ایجاد اور استعمال پر مسلم دنیا خوشی مناتی ہے- حالانکہ ایٹم بم اگر ایک طرف دشمن کو ڈراتا ہے تو دوسری طرف کفار کے بچوں، بوڑھوں، عورتوں، معذورین اور مذہبی لوگوں کا بھی صفایا کرجاتا ہے- حالانکہ یہ ناجائز ہے- موجودہ دور کی جمہوری اور الیکشنی سیاست ناجائز ہے- لیکن علماء اسلام مجبوراً اس سیاست میں حصہ لیکر ملک وملت کی حتی الوسع خدمت کررہے ہیں- ڈاکٹر حضرات مجبوراً اجنبیہ عورت کو دیکھتے ہیں- ہاتھ لگاتے ہیں- آپریشن کرتے ہیں- علماء کرام کو سوچنا چاہیے کہ مجبوراً اگر دین کی خدمت کے لئے انٹرنیٹ اور ٹی وی کے اپنے چینلو کا انتظام کریں- اور کفار کے لئے اسلام اور اسلامی تہذیب کے خلاف پروپیگنڈوں کا مثبت جواب دیا جائے- تاکہ کفری دنیا مسلمانوں کی طرف سے جواب سننے کے ساتھ اسلام کی اصل روح سے آگاہی حاصل کریں- ٹی وی کا میدان مکمل طالبان گورنمنٹ کے قبضہ میں تھا- لیکن اس کو بالکل استعمال نہیں کیا گیا- اگر ان کے ٹی وی سکرین پر ایک مسلمان مکمل برقعہ پوش عورت آکر تقریر کرتی کہ میں برقعہ اسلام کا ایک حکم سمجھ کر پہنتی ہوں- مجھ پر کسی کا دباؤ نہیں- میرا تعلق صرف میرے میاں کے ساتھ ہے- میں نہ مردوں کے میدان میں داخل ہوتی ہوں- نہ کسی غیر کے ساتھ تعلق جوڑتی ہوں- میں اپنی خوشی کے ساتھ اس خاندانی نظام کو برقرار رکھنا چاہتی ہوں-- جس کو تم یورپ والوں نے تباہ وبرباد کردیا ہے- تم نے عورت سے ماں، بہن، بہو، بیٹی، بیوی وغیرہ کی حیثیتیں چھین لی ہیں-- جس کی وجہ سے زندگی کے آخری آیام میں یہ عورت کتوں اور بلیوں کے ساتھ دل بہلاتی ہے- میں آپ کے دل فریب اور خطرناک نعروں کی وجہ سے والدین کی شفقت اپنے میاں کی محبت ومودت اور دیگر رشتہ داروں کے پیار بھرے رشتوں کو قربان نہیں کرسکتی- برقعہ ہمیں ملا عمر نے نہیں پہنایا- یہ تو عورتیں چودہ سو سال پہلے سے پہن رہی ہیں- آئندہ بھی میری طرح باحیا عورتیں برقعے پہنیں گی- ہمارے پردہ اور حجاب سے آپ کے پیٹوں میں کیوں مروڑ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بہر حال دعوت وتبلیغ کے ساتھ ہر طبقہ کے مسلمان اصل اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

سیاست:

سیاست خدمت دین کا بڑا اہم شعبہ ہے۔شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام کی سیرت میں ملی سیاست بھی داخل ہے۔معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے ورثاء علماء کرام اس اسلامی ملی سیاست کو ہاتھ سے جانے نہ دیں گے۔تا کہ امت کی اعلیٰ سطح پر راہنمائی ممکن ہو۔اسلام کی اعلیٰ قدریں زندہ ہوں۔اسلام کا نظام خلافت اسی ملی سیاست کی وجہ سے قائم ہوتا ہے۔ہماری یہ سیاست ایک ملک کے اندر محدود ہوکر رہ گئی ہے۔اسی طرح ہماری اس اسلامی ملی سیاست کو بیکار بنانے کی زبردست کوششیں ہورہی ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ کفار نے جمہوریت کا نعرہ اتنا بلند کیا کہ اپنے پرائے سب جمہوریت کو اس دور میں سیاست کا کلمہ طیبہ سمجھ رہے ہیں۔جمہوریت کے منکر کو سیاسی مرتد سمجھا جاتا ہے۔امریکہ اور اس کے حواری زبرستی ہر ملک کے اندر اس آزاد جمہوریت کو نافذ کر رہے ہیں۔مسلم ممالک کی تمام سیکولر سیاسی جماعتیں امریکہ کی زبردست تائید کررہی ہیں۔اگر کسی ملک والے بھی متحد ہو جائیں تو امریکہ کی کیا مجال کہ کسی پر زبردستی اپنا نظام نافذ کرلے۔ہمارے پاس الحمدللہ اپنا صحیح اسلامی سیاسی نظام موجود ہے۔ہمیں اس نظام کو اپنا کر جمہوریت کی بھرپور مخالفت کرنی چاہیے۔اسی جمہوریت پر احقر کا ایک مضمون شائع ہو چکا ہے۔

وعظ ونصیحت کا اہتمام:

وعظ ونصیحت وتقریر بھی ترویج اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔اس لئے واعظین اور خطباء کا وجود ضروری ہے۔جو وقتاً فوقتاً لوگوں کو پند ونصیحت کرتے رہیں۔لوہے کی طرح دل کو زنگ لگتا ہے۔دنیاوی امور میں انتہائی مشغولیتوں کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے۔پھر نصیحت کے ساتھ دل موم ہو جاتا ہے۔وعظ کے لئے ہر واعظ کا اپنا انداز ہوتا ہے۔لیکن ایک کے لئے وعظ کے دوران تین باتوں کا اہتمام ضروری ہے۔

شاہ ولی اللہؒ الفوز الکبیر میں فرماتے ہیں۔مذکر اور واعظ کا وظیفہ تذکیرات ثلاثہ کا بیان ہے۔(۱)**تذکیر بالآء اللہ** ۔واعظ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائے۔کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہے۔اس کو نعمتیں یاد دلائی جائیں تو شکریہ بجالاتا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں اللہ نے انسان پر اپنی بے شمار نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے اور یہ سب نعمتیں اللہ نے کفار اور مسلمانوں کو مفت عطا کی ہیں۔ہوا، پانی، غلے، درخت، پھل، پھول، سورج، چاند، ستارے، دریا، پہاڑ وغیرہ۔احقر صرف ایک مثال عرض کرتا ہے۔ایک ستر سالہ آدمی کا زندگی میں کبھی بھی پیشاب بند نہیں ہوا۔آزادی اور آسانی کے ساتھ جب بھی پیشاب کا ارادہ کیا۔آسانی کے ساتھ فارغ ہوگیا۔اچانک ایک دن پیشاب بند ہوا۔انتہائی تکلیف کی وجہ سے ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔اس نے علاج کیا اللہ نے پھر رکے ہوئے پیشاب کو جاری کردیا۔اب یہ مریض اور اس کے لواحقین اس ڈاکٹر کا ہر جگہ اور ہر وقت شکریہ ادا کرتے ہیں۔مریض تو ڈاکٹر کے اس علاج کو بھولتا ہی نہیں۔ڈاکٹر کی تعریف کرتا ہے۔اس کو ڈھیروں دعائیں دیتا ہے۔یہ مریض آخر یہ کیوں نہیں سوچتا کہ 70 سال جس خالق مالک رحیم وکریم بادشاہ نے مفت میں پیشاب کے ارادہ کے وقت پیشاب کو نہیں روکا۔اس کا میں نے کتنا شکریہ ادا کیا۔اس پر دیگر انعامات کا قیاس کرے۔

(۲) دوسری چیز واعظ کے لئے ان واقعات وتاریخ کا بیان ہے۔جو حق وباطل کی کشمکش کے نتیجے میں دنیا کے اندر رونما ہوئے۔جن میں اہل حق کو نجات ملی اور اہل باطل تباہ ہو گئے۔موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے دریا پار کیا۔فرعون اور فرعونی اس میں غرق ہو گئے۔قرآن مجید ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے انجام سے بھرا پڑا ہے۔قصص القرآن دیکھ لو۔انسان کے سامنے جب اچھے اور برے اعمال کے نتائج کا بیان ہوتا ہے۔تو اس کا دل موم ہو جاتا ہے۔گھبرا جاتا ہے۔توبہ کی توفیق ملتی ہے۔اس کو تذکیر بایام اللہ کہتے ہیں۔

(۳) تیسری چیز واعظ کے جو ضروری ہے۔وہ موت اور اس کے بعد جنت اور دوزخ کے داخلہ تک کے تمام احوال کا بیان ہے۔موت کیا ہے؟ موت کا مزہ، عذاب قبر، نعیم، قبر، حشر، نشر،

قیامت کی ہولناکیاں وغیرہ۔موت اور بعد الموت کے تذکروں کے ساتھ دل متاثر ہوتا ہے ...
انسان آخرت کی تیاری شروع کردیتا ہے۔اس کو تذکیر بما بعد الموت کہتے ہیں۔

اب ہمارے مقررین اور خطباء کی طرف دیکھیں۔بڑے بڑے علماء اسلام کی ...
تقاریر یاد کرکے منبر پر بیان کرکے اپنا علمی لوہا منواتے ہیں۔اگرچہ وہ تقریر اس موقع ...
مناسب نہ ہو۔واعظ اور مقرر کو چاہیے کہ موقع محل اور ضرورت کو دیکھ کر باطن اللہ کی طرف توجہ
کرکے بیان شروع کردے۔اس طرح سامعین کی جو ضرورت ہوگی ان مضامین کی آمد مقرر ...
ذہن میں شروع ہوجائے گی۔کیونکہ وہ پیاسے ہوتے ہیں۔تو مقرر کے قلب وذہن کو ...
اللہ تعالی سامعین کے لئے بندوبست کردیتے ہیں۔ہر مقرر کو ہر وقت حالات پر غور وفکر کر...
امراض کا بیان اور علاج تقریر کی شکل میں کرنا چاہیے۔اب تو واعظ کی مثال ایسی بن گئی ہے ...
ایک ڈاکٹر کے پاس دست کی بیماری کا مریض آئے اور وہ زکام اور کھانسی کا علاج شروع کر...
اگرچہ اس مریض کو یہ امراض لاحق نہ ہوں۔اس طرح مقرر خود کو بھی روحانی مریض ...
سمجھے۔ایک مجرم کو دوسرے مجرم کے ڈانٹنے کا حق نہیں ہوتا۔فرق صرف یہ ہے کہ کوئی بڑا ...
کوئی چھوٹا۔ہر ایک کو اپنی اصلاح اور انجام کی فکر چاہیے۔اگر کوئی مقرر یہ سمجھے کہ میں ...
ڈاکٹر ہوں اور سامعین سب مریض ہیں۔تو حقیقت میں یہ مقرر خود سب سے بڑا ...
مریض ہے۔

مقرر کو بہت ڈرڈر کر سامعین پر وعظ ونصیحت اور تنبیہ کے کوڑے برسانے چاہئیں ...
کیونکہ سامعین اللہ کی مخلوق ہے۔اللہ کا کنبہ ہے۔جس طرح ایک جلاد بادشاہ کے حکم ...
بیٹے کو بہت ڈرڈر کر کوڑے مارتا ہے۔کیونکہ اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے کہ بادشاہ ...
ناراض ہوجائے اور احکامات جاری کردے کہ اس جلاد کو کوڑے مارو۔اس لئے کہ ...
میں بے اعتدالی کررہا ہے۔اسی طرح مقرر اور واعظ اگر سامعین کو مجرم اور گناہگار ...
خود کو پاک اور معصوم سمجھے اور اللہ کی مخلوق کو تقریر میں بار بار ڈانٹنے بجائے نصیحت ...

وجہ ہو ممکن ہے کہ مورد عتاب بن جائے۔

مفتیان کرام کا انتظام:

ہر شہر میں بڑے بڑے قابل اور اہل مفتیان کرام کا وجود ضروری ہے تاکہ لوگوں کے مسائل فوراً حل کرسکیں۔اس کا طریقہ یہ ہوا کہ ملک کے بڑے بڑے جامعات میں تخصص فی الفقہ کرایا جائے۔صوبہ سرحد کے الحمدللہ جامعہ عثمانیہ میں تقریباً 9 سال سے فضلاء کو تخصص فی الفقہ کرایا جارہا ہے۔جس کی وجہ سے مفتیان کرام کی ایک معتدبہ تعداد تیار ہوکر مختلف جگہوں میں لوگوں کی خدمت کررہے ہیں۔

مناظرین کا وجود:

مناظر اور متکلمین کا وجود بھی بہت ضروری ہے۔جو لوگ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔یا شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں۔ان کو دندان شکن جوابات دینے کے لئے متکلمین اسلام کی ضرورت ہے۔قرآن مجید میں شاہ ولی اللہ کی اصطلاح میں علم المخاصمہ موجود ہے۔دنیا کے اندر ہر دور میں فرق باطلہ کا وجود رہتا ہے۔ان کے مقابلہ کے لئے اور مسلمانوں کے عقاید محفوظ اور مضبوط کرنے کے لئے مناظرہ کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔اور ویسے بھی حفظ ما تقدم کے تحت لوگوں کو وقتاً فوقتاً فرق باطلہ اور دیگر مشککین کے شکوک کے جوابات دینا لازمی امر ہے۔تاکہ مسلمان نظریاتی طور پر اسلام سے برگشتہ نہ ہونے پائیں۔

اگر بڑے بڑے جامعات میں تخصص فی الکلام کے کورس شروع کرائیں جائیں۔تو بہت مفید ہوگا۔مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اس باب میں اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے بھی بڑی خدمات کی ہیں۔ان اسلاف کی کتابوں سے استفادہ بہت ضروری ہے۔اس کے ساتھ شاہ ولی اللہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ پڑھ کر سمجھنا ہر دور کی اہم ضرورت ہے۔اسلامی فلسفہ کی بہترین کتاب ہے۔ہر عقلیت پسند کی طرف

Scanned with CamScanner

سے اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب آسان ہو جائے گا۔ خود اس کتاب کو پڑھنے
والے اسلام پر علی وجہ البصیرۃ قائم ہوں گے۔

ذہن سازی:

اسلام کے بارے میں ذہن سازی کا عمل بہت مدھم ہے۔ اہل حق فتنوں کا رونا
واویلا کر رہے ہیں۔ فتنوں کے سدباب کے لئے کوئی منظم عملی قدم نہیں اٹھاتے۔ جہاں دو چار اہل
حق جمع ہوتے ہیں۔ تو دور حاضر کے فتنوں کو روتے ہیں۔ کیا جائے؟ کیسے کیا جائے؟ کب کیا
جائے؟ اس کے بارے میں سوچتے نہیں ہیں۔ صرف امامت اور جمعہ کی تقریر پر اکتفا کافی نہیں
کم از کم اتنا کہوں کہ دیکھیں کہ باطل والے کون سے طریقے استعمال کر رہے ہیں۔ اگر ان
طریقوں میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو اہل حق ان ہی طریقوں سے ان کا مقابلہ کریں۔ اگر اہل
باطل ہسپتال کھول کر علاج کے بہانے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ تو اہل حق بھی ہسپتال کھول کر
دفاع اور ترویج اسلام کریں۔

اگر اہل باطل لوگوں کو روپیہ، پیسہ اور نوکری کی لالچ دیکر گمراہ کرتے ہیں۔ تو اہل حق
ضرورت مندوں کو نوکریاں دلوائیں۔ ان کی حاجتیں پوری کریں۔ اگر اہل باطل اسکول کھول کر
نسل کو گمراہ کرتے ہیں۔ تو اہل حق بھی اسکول کھول کر نئی نسل کی حفاظت کریں۔ اگر اہل باطل
قرآن و حدیث کے دروس کی شکل میں جا بجا زہر پھیلا رہے ہیں۔ تو اہل حق بھی قرآن و حدیث
کے جا بجا دروس کے اہتمام کے ساتھ لوگوں کے دین کی حفاظت کریں۔ بہت سے نظریاتی
لوگ قرآن و حدیث کے دروس کے نام کے ساتھ غلط افکار پھیلا رہے ہیں۔ اگر اہل باطل انٹرنیٹ
پر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں تو اہل حق بھی انٹرنیٹ کے ذریعے جواب دیکر باطل کا قلع قمع کریں
اگر اہل باطل جا بجا رفاہی ادارے کھول کر اس کی آڑ میں لوگوں کے عقائد اور اعمال پر حملے کر
رہے ہیں۔ تو اہل حق بھی رفاہی ادارے کھول دیں۔ اگر اہل باطل باطل کی ترویج کے لئے
مال اور وقت کی قربانی دے رہے ہیں تو اہل حق بھی جان، مال اور وقت کی قربانی دیں

دیں۔ اگر اہل باطل اخبار اور رسالوں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ تو اہل حق بھی
اخبارات اور رسائل کے ذریعے باطل کی بیخ کنی کریں۔ اہل حق اگر ہر شرعی اور دینی جائز میدان
میں کام شروع کر دیں تو لوگوں کی ذہن سازی ہوگی۔ اور اصلاح بھی ہوگی کہ اہل حق کے ساتھ بھی
مثبت اور مفید پروگرام ہیں۔ غرض ہر میدان میں منظم طریقے سے کام کی ضرورت ہے۔

رجال سازی:

سیاست، معیشت، تدریس، تقریر، تحریر، جہاد، تبلیغ، امامت وغیرہ ہر دینی لائن میں اہل
اور باصلاحیت افراد کا وجود ضروری ہے۔ ان تمام اہم دینی لائنوں میں رجال سازی کا یہ عمل نہ
ہونے کے برابر ہے۔ اگر اچانک کسی مذکورہ دینی کام کے لئے اہل شخصیت کی ضرورت پڑ جائے تو
پھر کوئی نہیں ملتا۔ اگر ارباب مدارس اس اہم کام کی طرف توجہ دیں تو یہ ضرورت پوری کر سکتے
ہیں۔

ایمان و عمل:

تمام فتنوں کے سدباب کے لئے بنیاد مضبوط ایمان اور عمل صالح ہے۔ ارشاد باری ہے
۔ یاایھاالذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم ۔ اے ایمان
والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے۔ اس سے تمہارا کوئی
نقصان نہیں۔ ایمان و عمل پر قائم رہنے کے ساتھ ہر مسلمان کا دینی تشخص بھی برقرار رہے گا۔ اور
دوسرے اس کو گمراہ بھی نہ کر سکیں گے۔

Scanned with CamScanner

مسابقہ حفظ القرآن، ایک تاریخی قدم

مفتی عتیق الرحمن

قرآن کریم کائنات کی وہ منفرد عظیم الشان کتاب ہے جس کی طرف نسبت اور تعلق رکھنے والے بھی عظمت ورفعت کی بلندیوں پر فائز ہوجاتے ہیں- سال کی تین سو پینسٹھ راتوں میں ﴿شب قدر﴾ عظیم ترین رات قرار پائی :- اس لئے کہ اس رات میں قرآن کریم نازل ہوا۔ فرمایا- ﴿انا انزلناه فی لیلة القدر﴾ ترجمہ- ہم نے اس قرآن کولیلۃ القدر میں نازل کیا-

سال کے بارہ مہینوں میں رمضان المبارک عظمتوں والا قرار پایا- کہ اس مہینہ کی ایک رات میں نزول قرآن کے نتیجہ میں انسانیت پر رحمتوں کی بارش چھم چھم برسنا شروع ہوئی۔ جس رات میں قرآن کریم نازل ہو- وہ عظیم ہے-- جس مہینہ میں قرآن کریم نازل ہو وہ بھی عظیم ہے۔ جس سینہ میں قرآن کریم محفوظ ہو اس کی عظمتوں کا کیا ٹھکانہ ہوگا؟

حضور نبی کریم ﷺ نے نزول قرآن کے زمانہ میں قرآن کریم کو حفظ کرنے والوں کی امتیازی حیثیت کو واضح فرمادیا تھا- ارشاد فرمایا! ﴿خیر کم من تعلم القرآن وعلمه﴾ تم میں بہترین انسان وہ ہے جو قرآن کریم کو سیکھے اور سکھائے -یعنی قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے والے اسلامی معاشرے کے بہترین افراد اور وی آئی پی شخصیات قرار دیے گئے۔ شخص کو قرآن کریم جتنا زیادہ یاد ہوتا اس کا اعزاز واکرام اتنا ہی زیادہ کیا جاتا-

انتظامی امور اور حکومتی عہدوں اور مناصب میں حفاظ قرآن کو ترجیح دی جاتی- ذمہ داریوں حتی کہ شہداء کے کفن ودفن کے موقع پر بھی حاملین قرآن کو خصوصی اعزاز دیا جاتا- بیاہ شادی کے موقع پر بھی حفاظ قرآن خصوصی اہمیت اور ترجیحی سلوک کے حامل قرار پاتے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان ذمہ داریوں اور مناصب سے وہی شخص انصاف کرسکتا ہے جو

علوم کا ماہر اور آسمانی تعلیمات کا امین ہے- بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ معاشرہ میں قرآن کریم کے حفاظ اور قاری حضرات کو ان کے حقیقی منصب وعہدوں سے محروم رکھا گیا ہے- اور انہیں وہ مقام اور اہمیت نہیں دی جاتی جس کے وہ مستحق ہیں- اسلامیان پاکستان کی گردنیں اس وقت شرم سے جھک جاتی ہیں- جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمی مسابقہ میں اول آنے والی کتاب کے مصنف کو حکومت پاکستان مبلغ پچیس ہزار روپے کے انعام کا مستحق قرار دیتی ہے- جبکہ ﴿ہم جنس پرستی﴾ کی حمایت میں تقریر کرانے والے ہونہار طالب علم کو دس لاکھ روپے کے انعام سے نوازا جاتا ہے-

قرآن کریم کے حوالے سے خدمات سرانجام دینے والوں کی حوصلہ افزائی کی شدید ضرورت ہے- سعودی حکومت اور وہاں کے نجی ادارے اس حوالے سے شاندار ریکارڈ رکھتے ہیں -اور لاکھوں کروڑوں کے اخراجات سے مسابقے منعقد کراتے ہیں- اور خطیر انعامات سے شرکاء اور فائزین کو نوازتے ہیں- میرے علم کے مطابق پاکستان میں ایسا کوئی سرکاری یا نجی ادارہ نہیں ہے- جو قرآن کریم کے خدام اور حفاظ کی حوصلہ افزائی اور اکرام واعزاز کے طور پر ان کے لئے بیش قیمت انعامات پیش کر کے ان کی خدمات کا اعتراف کرتا ہو- ہمارے ملک میں اوقاف اور مذہبی امور کی باقاعدہ وزارت قائم ہے- اور بڑے بڑے مدارس اور جامعات موجود ہیں- مگر یہ اعزاز ایک غیر معروف اور چھوٹے سے ادارہ کو نصیب ہوا کہ اس نے قرآن کریم کو حفظ یاد کرنے اور خوبصورت انداز میں تلاوت کرنے والے طلباء کے لئے ایک قابل ذکر خطیر اور بڑی رقم کے انعام کا اعلان کیا- منظور کالونی محمود آباد کراچی کے علاقہ میں واقعہ ادارہ تعلیم القرآن والسنہ کے مہتمم مولانا قاری شبیر احمد عثمانی صاحب ایک متحرک اور فعال آدمی ہیں- موصوف جامعہ فاروقیہ کے فاضل ہیں- اور ابتدائی تعلیم دار العلوم الاسلامیہ لاہور میں حاصل کی ہے- اس حوالے سے وہ عالم اسلام کے مایہ ناز قاری مولانا قاری احمد میاں تھانوی سے شرف تلمذ بھی رکھتے ہیں-

قاری شبیر صاحب نے گذشتہ سال اگست 2004ء میں مسابقہ حفظ میں اول، دوم،

اور سوم آنے والوں کے لئے ایک لاکھ روپے کے انعامات کا اعلان کر کے دھوم مچادی اور حفاظ کرام کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک قابل قدر کارنامہ انجام دیا - موصوف نے جب یہ پروگرام میرے سامنے رکھا تو میں اسے ﴿دیوانہ کی بڑ﴾ سمجھ کر نظر انداز کرنے کی بجائے یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ بڑے کام بڑے لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں - بلکہ بڑے کام ہی لوگوں کو بڑا بنایا کرتے ہیں - فارسی کا ایک شعر ہے

گـــاه بـــاشـبـد کـــے کـــودك ، نـــاداں
بـــــر هــــــدف زنـــــد تيــــــرے

بعض اوقات چھوٹا بچہ بھی نشانہ پر تیر لگا دیا کرتا ہے - قاری شبیر علماء اور اہل مدارس میں ﴿بڑی شخصیت﴾ نہیں ان کا ادارہ بھی ملکی سطح پر زیادہ معروف و مشہور نہیں - مگر انہوں نے درست سمت میں قدم اٹھایا ہے - اس پر انکی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے - قاری شبیر احمد صاحب کے اس اقدام سے مجھے عربی کا وہ شعر یاد آ گیا -

فـلـو قبـل حبكـا هـا بكيت صبـابة
لسـعـدى شعيـت الـنـفـس قبل اتـنـدم
ولـكـن بـكـت قبـلـى فهيـج لـى البكـا
بـكـاهـا ، فقـلـت الـفـضـل لـلـمـتـقـدم

اگر اپنی محبوبہ سعدی کے عشق میں اس کے رونے سے پہلے میں رو پڑتا تو اپنے آپ کو ندامت سے بچا لیتا، مگر وہ مجھ سے پہلے رو پڑی - تو اس کے رونے سے مجھے بھی رلا دیا تو میں کہاں ﴿الفضل للمتقدم﴾ فضیلت در حقیقت پہل کرنے والے کو ہی حاصل ہوا کرتی ہے -

برادر محترم جناب مولانا قاری احمد میاں تھانوی صاحب چونکہ بین الاقوامی مسابقوں اور مقابلوں میں شرکت کرتے رہتے ہیں - اور جج اور منصف کا کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی سطح کی بعض تقریبات کی صدارت کا شرف و اعزاز بھی حاصل کر چکے ہیں - جو پاکستان کے

دینی اداروں اور حکومت پاکستان کے لئے بھی ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے - انہوں نے اس پیشکش کو بہت سراہا اور اپنے ہر قسم کے تعاون کا مکمل یقین دلایا - جس کے پیش نظر قاری صاحب موصوف کو مسابقہ کا سرپرست اور راقم السطور کو اس کا نگران مقرر کیا گیا - اور جامعہ بنوریہ کے مہتمم برادر عزیز جناب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب کو اس کی صدارت پیش کی گئی - اور اس طرح ملکی سطح پر اس مسابقہ کا انعقاد ہوا اور ملک بھر کے مدارس اور حفاظ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، پندرہ سال سے کم عمر کے تقریباً ساٹھ منتخب قراء و حفاظ اس میں شریک ہوئے اور پاکستان کے مایہ ناز چوٹی کے قراء کرام نے منصفی کے فرائض انجام دیے - بعض احباب کا خیال تھا کہ غیر مشہور اور چھوٹے مدرسہ کا اعلان رقم بٹورنے اور صرف شہرت کمانے کے لئے ہے - اس پر عملدر آمد شاید نہ ہو سکے مگر ہوا یہ کہ ایک لاکھ کی انعامات تین خوش نصیب بچوں کو دینے کے ساتھ مزید دس ہزار روپے کا خصوصی انعام بھی ایک شریک مسابقہ کو دیا گیا - اور ہر شریک مسابقہ اور جج صاحبان کے لئے بھی شیلڈ اور گھڑیوں کی شکل میں انعامات رکھے گئے، مدارس کے ذوق و شوق، عوامی جوش و خروش اور مخیر حضرات کے تعاون سے مسابقہ کی زبردست کامیابی نے منتظمین کے حوصلے بلند کر دیے - اور اس سال 2005ء کے مسابقہ میں پوزیشن لینے والوں کے لئے دو لاکھ پچاس ہزار کی انعامات کا اعلان کیا گیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ نجی شعبہ میں یہ ایک بہت بڑی پیش رفت ہے - اس سے قوم کے نونہالوں میں جذبہ حفظ ترقی کرے گا اور قرآن کریم کو تجوید و قرات کے ضوابط کی پابندی کے ساتھ تلاوت کا شوق ابھرے گا - اور ہمارے دینی مدارس کے شعبہ ہائے حفظ کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں یہ مسابقہ مہمیز کا کام دے گا -

اللہ تعالی اس مسابقہ کے منتظمین اور معاونین کی محنت و کوشش کو قبول فرمائیں - اور انہیں دارین کی فلاح و کامرانی کی سعادت سے نوازیں - آمین

کیا اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

محمد عباس
(متعلم جامعہ عثم

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے
(اقبالؒ)

یہ بات بے غبار ہے کہ سائنسی، صنعتی اور دیگر ترقیات براہ راست قرآن عظیم کا مقصود نہیں۔ لیکن قران کے ہمہ جہت دستور انقلاب اور ضابطہ حیات ہونے کی وجہ سے قرآن کے پرتو کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جس طرح ایک درخت کا مقصد اصلی پھل دینا ہو لیکن وہ انسان کو سایہ اور لکڑی بھی فراہم کرتا ہے۔ بایں ہمہ کچھ لوگوں کو قرآنی تعلیمات اور نظریات سے گلہ ہے۔ ہم آئندہ سطور میں اس گلہ کا چند زاویوں سے جائزہ لیتے ہیں۔

اسلام ترقی کے لئے رکاوٹ ہے، کیا واقعی؟؟؟

اسلام جو قرآنی تعلیمات کا مظہر ہے۔ پر مغرب اور مغربی بجلی کی چکا چوند سے تعلیم یافتہ کہلانے والوں کے ان گنت اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ ﴿اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے﴾ انسان چاند تک پہنچ گیا، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ نے پوری دنیا کو ایک ہال میں تبدیل کر دیا، چاند اور مریخ کی تسخیر کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ سمندر پانی کا پیالہ بن گیا آسمان و زمین کے قلابے ملائے جا رہے ہیں۔ الغرض سائنسی ایجادات اور عملی تجربات نے عقل کے تصور کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ اسلام ہے جو ترقی کرنے نہیں دیتا۔ ملا ہے جو نماز، روزہ، مسواک، تسبیح، حلال و حرام، پاک و ناپاک اور صدیوں پرانے اور فرسودہ خیالات کی رٹ سے فارغ نہیں ہوتا۔ ان جیسے فضول اور اکسپائر خیالات پر مشتمل مذہب یا اس مذہب کا مقلد ملک ترقی کرے تو کیسے کرے؟؟ یہ ایک اعتراض ہے جو اسلام اور مذہب کے حوالے سے ایک نہیں ہزاروں بندگان خدا کی طرف سے اٹھایا اور تکرار کیا جاتا ہے۔ لیکن اس اعتراض کا جواب دینے سے قبل ہم ایک استفسار کا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ..........

ترقی سے کیا مراد ہے؟

بسا اوقات کہنے والا کہتا کچھ ہے اور مقصد اس کا کچھ اور ہوتا ہے۔ ہم یہاں عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ کی اصطلاح میں ترقی نام ہے۔ فحاشی، عریانی، ماں، بہن، بیٹی کے تصور سے آزادی، مخلوط تعلیم، میراتھن ریسز، وی سی آر، کیبل اور انٹرنیٹ کے شہوت انگیز تصویری پروگرامات، ٹائی، پتلون، سود خوری و قمار بازی اور شراب نوشی و خنزیر خوری کا تو تسلیم ہے کہ واقعی اسلام ان چیزوں کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن یہ اعتراض تو تب برمحل ہوتا جب لوگ ان چیزوں سے اجتناب تو کرتے۔ حالانکہ واقعہ ایسا نہیں اور حقیقت ہے کہ ایسا نہیں۔ ان چیزوں سے روکنے والے ملا کی آواز تو ﴿صدا بصحرا﴾ کی طرح جنگل کے حیوانات اور درخت تو سنتے ہیں لیکن انسان کہلانے والے اس ﴿بے وقتی راگنی﴾ پر کان دھرنے کے لئے تیار نہیں۔ ڈاڑھی، پگڑی وحشیت ہے، کیبل اور وی سی آر نے ہر گھر کو سینما گھر بنا دیا ہے۔ بنکوں کی بہتات کی وجہ سے سود خوری کا بازار گرم ہے۔ بالا بریں جو لوگ ان روشن خیالوں کی نظر میں ترقی کے ضامن ہیں مثلاً ارکان پارلیمنٹ، انجینئر، سائنسدان، ججز، وکیل، بیوروکریٹس اور دیگر بڑے تو وہ تو ماشاء اللہ اسلام کے دائرے سے محفوظ بھی ہیں۔ پھر بھی مورد الزام اسلام اور مذہب ہے۔ یہ عجیب منطق عقل کی رسائی سے بالکل باہر ہے۔ لیکن اگر ترقی کا مفہوم یہ نہیں تو پھر عقل کے کورے یہ ثابت کر کے دکھائیں تو سہی کہ اسلام کا کونسا جزئیہ ایسا ہے جو ترقی کی راہ میں حائل ہے۔ کونسی معاشی، معاشرتی اور سائنسی ترقی ایسی ہے جس سے اسلام روک رہا ہے۔ اگر ضمیر زندہ ہے۔ آنکھوں میں غیرت و حیاء کا کچھ نم باقی ہے تو ترقی کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو تو اسلام کا نظریہ آنکھوں سے لگانا چاہیے۔ جس نے مخلوق کے عبادت گذاروں کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر مخلوق کی تحقیق و ریسرچ پر لگا کر سب

سے پہلے ترقی کا زینہ فراہم کیا۔

اسلام اور اسلامی تعلیمات ترقی کا ضامن:

غور کی بات ہے کہ جو مبارک نظریہ دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے۔ بھلا وہ کبھی دنیاوی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بھی بن سکتا ہے۔ اسلام تو اس مقدس نظریے کا نام ہے۔ جس کی برکت سے یہ عالم رنگ و بو برقرار ہے۔ اور جس کی وجہ سے اس جہان کی رنگینیاں دکھائی دیتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ﴿لا تقوم الساعة حتى يقال الله الله - مسلم ج ۱ صفحہ ۱۳۱﴾ اگر اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیکر فیصلہ کیا جائے تو یقیناً ہر حکم خداوندی میں ترقی کا ایک کھلا باب نظر آئے گا۔ اس کے برعکس شرک وتوہم پرستی کا ذہن ہزار ہا سال دنیا پر حاوی تھا اور ہر قسم کے علمی وسائنسی ترقیات کو روکے ہوئے تھا۔ اس نے مخلوق کو مقدس قرار دیکر انسان کو اس کی پرستش پر ڈال رکھا تھا۔ جس کے سبب انسان مظاہر قدرت کی تسخیر و تحقیق کا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ قرآن نے پہلی بار واضح کیا۔ وسخر لكم ما فى السموات وما فى الارض جميعاً منه (الجاثيه / ۱۳) اور انسانی ذہن کو مخلوق میں تدبر وتفکر کا راستہ دکھا کر ایک انقلابی قدم کی طرف راہنمائی کی۔ یہی قرآن کا فکری انقلاب درحقیقت ترقی خصوصاً سائنسی ترقی کے لئے پہلی سیڑھی ہے۔ ارشاد ربانی وعلم آدم الاسماء كلها (البقره / ۳۱) کی تفسیر حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اسماء سے مراد تمام چیزوں کے نام اور ان کے خواص وصفات کا علم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہی سائنس وصنعت ہے۔ اور سائنس وصنعت میں فرق یہ ہے کہ سائنس اشیاء کے خواص وتاثر کا مجرد علم ہے۔ اور ٹیکنالوجی اس علم الاشیاء کو برت کر اس سے عملی استفادہ کرنے کا نام ہے۔ اسی طرح آپ ؐ نے ارشاد فرمایا ﴿انتم اعلم بامور دنياكم (مسلم ج ۴ صفحہ ۱۸۳۶)﴾ آپ کا یہ ارشاد انسانی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں سائنسی تحقیق کو انسان کے تجربے کے حوالہ کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصوری چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن فرماتے ہیں۔ سائنسی ترقی کے لئے آزادی غور وفکر کا ماحول

انتہائی ضروری ہے اور یہ ماحول قرآن کے فکری انقلاب سے قبل دنیا میں کہیں موجود نہ تھا۔ قدیم یونان میں گنے چنے افراد نے آزادی فکر کو برتنا چاہا مگر شرک کے ماحول نے انہیں برداشت نہیں کیا۔ مثلاً ارشمیدس (ARCHIMDES) ۲۱۲ ق م کو ایک رومی سپاہی نے اس وقت قتل کیا جب وہ شہر سے باہر ریت پر جیومیٹری کے سوالات حل کر رہا تھا۔ سقراط کو آزادی فکر کے جرم میں زہر کا پیالہ پینا پڑا۔ اسی طرح کئی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ آگے رقم طراز ہیں۔ جب اسپین سے مسلمان ملک بدر کردیے گئے۔ تو اسپین ویورپ کے باشندے ان کی چھوڑی ہوئی رصدگاہوں کا استعمال نہیں جانتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ انہوں نے ان رصدگاہوں کو چرچ کے گھنٹہ گھروں میں تبدیل کردیا۔ (الفاروق جمادی الاولی ۱۴۲۱ھ)

درون خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا...... چراغ رہگذر کو کیا خبر ہے؟

اسلام ترقی کا ایک روشن باب / حقائق وشواہد

دمشق، شام، اشبیلیہ، غرناطہ اور ہندوستان کی تمام قدیم چمک دمک کو اگر تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو اقرار کرنا پڑے گا کہ واقعی اسلامی دور حکومت میں ہی تمام تر ایجادات کی بنیاد پڑ گئی۔ اندلس پر مسلمانوں کی حکومت کے زمانے ۱۵۱ھ میں صرف اشبیلیہ شہر کے اندر سولہ ہزار کارخانے اعلیٰ سوتی اور ریشمی کپڑا جو عظیم انسانی ضرورت ہے تیار کرتے تھے۔ (غابر الاندلس و حاضرہا صفحہ ۷۸) ہندوستان، اصفہان، اشبیلیہ اور دمشق کی دیدہ زیب صنعت کے خود انگریز قائل ہیں۔ چینی اور کانچ کے نفیس برتن اور آرائش کی عجیب عجیب چیزیں جو آج انگریزوں کی برکات سمجھی جاتی ہیں۔ عرب مسلمانوں کے ہاتھوں مالقہ شہر میں تیار ہوتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج کل عرب میں اس قسم کے برتنوں کو مالقی کہتے ہیں۔ صنعت کاغذ جو گوتمرگ کی تخلیق خیال کی جاتی ہے۔ شاطبہ شہر اندلس کی مشہور اسلامی ساخت تھی۔ چھپائی اور طباعت کی ایجاد تاریخ اندلس کے مطابق چوتھی صدی ہجری کے سلطان ناصر کے وزیر اعظم عبدالرحمٰن بدر شاہی سے قبل کی ہے۔ (آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۲۳)

Scanned with CamScanner

ہیئت وریاضی جن پر علوم مغرب کا انحصار ہے- علماء اندلس ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے- کہتے ہیں کہ حکیم اندلس عباس بن فرناس ۸۸۸ھ نے ایک مکان بنوایا تھا- جس میں آسمان، زمین، چاند اور دیگر ستاروں کی نشان دہی کی گئی تھی- اور اس میں رعد و برق اور ابر و باران کی پوری نقل دکھائی گئی تھی- ہوائی جہاز کی بنیاد بھی اسی حکیم عباس بن فرناس نے رکھی ہے- چنانچہ اس نے لکڑی اور کپڑے سے ایسے پر بنا دیے تھے- جن کو انسان اپنے بازوؤں میں پہن کر آسانی سے اڑ سکتا تھا- اور پہلی مرتبہ پتھر سے کانچ بنانے کا سہرا بھی انہی عباس بن فرناس کے سر ہے- (المنجد الاعلام ۴۴۶) علامہ محمد بخیت مصری لکھتے ہیں- مونوگراف جس کا موجد امریکا کا اڈیسون کہا جاتا ہے- قدیم تاریخ بتلاتی ہے کہ اس کا اولین موجد یا تو افلاطون ہے یا یہی حکیم اندلس (ازالۃ الوہم ص۱۲) اس کے علاوہ قرطبہ شہر کی لکڑی کی اشیاء دوسرے ملکوں میں تحفہ بن کر پہنچتی تھی- آج کے ماہرین تعمیرات شاید اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں کہ قرطبہ، غرناطہ، اشبیلیہ، بحر [illegible] کے عالیشان اور حیرت انگیز تعمیرات مثلاً قصر حمراء اور زہرا وغیرہ آج سے تقریباً گیارہ سو سال [illegible] کے مسلمان معماروں کے فن تعمیر کے شہ پارے ہیں- گھڑی جس کے فائدے اور ضرورت سے کسی کو بھی انکار نہیں- ہارون الرشید کے دور میں ایجاد ہوئی- بقول مفتی محمد شفیعؒ ۳۹۶ عباس بن فرناس نے ایسی گھڑی بنائی تھی جو آج کل کی گھڑیوں کی طرح لٹکن سے چلتی تھی- اور صحیح وقت دینے میں بے مثال تھی- یہی یورپ تھا- جس کے جہل میں حیران باشندوں نے اندلس کی اسلامی حکومت سے روشنی حاصل کر کے اپنے گھر روشن کئے- حضرت مولانا محمد عیسی منصوری رقم طراز [illegible] - انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ۱۹۸۴ء کے مطابق وہ تمام علمی لٹریچر جس نے یورپ کو سائنسی ترقی [illegible] عربی کتب کے لاطینی ترجمہ سے حاصل ہوا- چنانچہ یورپ میں جدید سائنس کا بانی راجر بیکن [illegible] علم اسپین کی عرب دانشگاہوں سے حاصل کیا- آگے فرماتے ہیں- ہندوستان میں اب تک [illegible] کے لئے سیتلا دیوی کی پوجا کی جاتی تھی- اس تو ہم پرستی کے ذہن کے ہوتے ہوئے [illegible] طریق علاج کی بات ذہن کو اپیل نہیں کر سکتی تھی- چیچک کی طبی حقیقت پہلی بار مشہور عرب [illegible]

ابوبکر رازی نے دسویں صدی ہجری میں دریافت کی اور اس پر عملی کتاب ﴿الجدری والحصبۃ﴾ لکھی جس کا لاطینی ترجمہ ۱۵۶۵ء کو وینس میں ہوا- اور انگریزی ترجمہ ۱۸۴۸ء میں لندن میں چھپا- پھر ایڈوارڈ جینز نے اس کو پڑھ کر ۱۸۹۶ء میں چیچک کا ٹیکہ ایجاد کیا- اسی طرح دنیا میں جدید فن تاریخ و علم العمران کا بانی عبدالرحمن بن خلدون تھا- (الفاروق جمادی الاول ۱۴۲۱ھ) جدید قلم جس کے اندر سیاہی بھر دی جاتی ہے- اولاً ایک مسلمان ڈاکٹر احمد بن خلاد الذکوی نے ایجاد کیا- (الحقیقہ ص ۲۰۲) صحیح قول کے مطابق پہلی مرتبہ صابن کی ایجاد ایک ہندوستانی مسلمان خاتون ساریہ المرادی نے کی- (الحقیقہ ص ۲۰۳)

اسلامی اعمال کا فلسفہ:

اسلام رہتی دنیا تک کے لئے ایک مناسب نظام حیاۃ اور فطرت انسانی کے عین مطابق ایک دستور ہے- ہر حکیم اسلام اپنے اندر ایک عظیم فلسفہ رکھتا ہے- اور حالات کی تبدیلی اور گردش زمانہ کی وجہ سے وہ فرسودہ نہیں ہوتا بلکہ ہر دور کے لئے قابل عمل اور خوشگوار حیات انسانی کا ضامن ہے- اسلام نے نکاح کی ترغیب دیکر خاندانی نظام کی بقا کی آبیاری کی- نکاح سے روگردانی کا نتیجہ کیا ہے- اس کا مشاہدہ یورپ کے معاشرے میں ہو سکتا ہے- جہاں خاندانی نظام درہم برہم ہے- نوجوان ذہنی سکون سے محروم اور بچے کمیاب ہیں- خال خال نظر آنے والا بچہ انکوبیٹر کے چوزہ کی طرح زندگی کے معصومانہ لطف ذہنی پرورش سے محروم ہیں- یہی وجہ ہے کہ وہاں کے متحرک دماغ جسے دنیا مغرب کے گھر کی چیز سمجھتی ہے- قوی تاریخی شواہد کی روشنی میں یا تو بدقسمت مسلمان ہیں جو سکالرشپ وغیرہ مراعات کی لالچ میں وہاں جا کر وہاں کے ہو گئے ہیں- یا پھر مسلمان مہاجر کیمپوں سے اغوا شدہ یا خریدے گئے بچے ہیں- جو یورپ و امریکہ کے لئے عظیم عظیم خدمات انجام دیتے ہیں- اور ان بیچاروں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ہم تو گرگسوں میں پلے ہوئے فریب خوردہ شاہین ہیں- آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ امریکہ کے جنگی مہم کے پیچھے جان ابی زید نامی مسلمان جبکہ صدارتی ذمہ داریوں کے پیچھے زلمی خلیل زاد نامی مسلمان دماغ کارفرما ہیں- اسی طرح

روزہ ایک اسلامی حکم ہے جس کے دیگر فلسفوں کے علاوہ ایک فلسفہ یہ ہے کہ بھوک اور پیاس کے مراحل سے گذر کر ایک مسلمان کو اپنے تنگدست بھائیوں کی بھوک و پیاس کی شدت کا اندازہ ... ہمدردی کے ماحول کے پیدا ہونے کا سبب ہو۔ اسی طرح زکوۃ ہے جس کا مقصد معاشرے ... جان لیوا غربت کا خاتمہ ہے۔ جیسا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور حکومت میں بنوامیہ کے ... کرپٹوں سے چھینا ہوا مال واپس لیکر نظام زکوۃ کو مکمل بحال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ... سے افریقہ تک پھیلی ہوئی اسلامی حکومت میں ایسی معاشی خود کفالت واستقلال کی فضا ... عمال زکوۃ۔ فقراء کی تلاش میں نکلتے۔ مگر انہیں کوئی زکوۃ لینے والا نہ ملتا۔ اسی طرح ... تعذیرات میں بھی امن وامان اور سکون زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔ جیسا کہ قرآنی فرمان ... ہے۔ اور قرون اولی کی اسلامی خلافتیں اور ماضی قریب کی طالبان حکومت اس پر مہر تصدیق ...

ایک سوال۔ یہاں آ کر اس سوال کا ابھرنا مستبعد نہیں کہ جب اسلام ترقی کی راہ میں ... نہیں بلکہ قرون اولی میں تو ترقی اسلام کا خاصہ تھی۔ تو آج کیا بلا نازل ہوئی کہ لگ بھگ ... اسلامی ممالک جو ہر اعتبار سے اہم ہیں۔ ابداع، ترقی اور اختراع کے طریق سے نا آشنا ... کی وجوہ گو کثیر ہو سکتے ہیں۔ تاہم اس کی اصل وجہ (۱) یہ ہے کہ مسلمان نے اپنا منصب ... کیا ہے۔ مذہب سے بغاوت جس کا لازمی نتیجہ ذلت وخواری ہے، مسلمانوں میں امام ... اسرائیل سے اللہ تعالی نے فرمایا۔ کیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض ... ایسا کرنے والوں کا انجام دنیا میں ذلت کے سوا کچھ نہیں۔ (البقرة/۸۵) آج ... حالت ہو بہو یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب نادر شاہ نے دہلی کو تاخت وتاراج کیا تو لوگوں ... وقت حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ سے کہا کہ حضرت یہ کیا ہو رہا ہے۔ تو آپ ... ﴿شامت اعمال ما صورت نادر گرفت﴾ اب آپ لگاتے جائیں کہ شامت اعمال ... غربت، احتیاج، کالسہ لیسئی دیگراں گرفت۔ (۲) دوسری سب سے بڑی کمزوری ... قرآنی حکم سے روگردانی ہے۔ یہ ہے کہ آج تک مسلمانوں کے لئے ایک ایسا پلیٹ ...

سکا جس کے تحت مسلمانوں کا پراگندہ شیرازہ مجتمع ہو سکے اور اپنے مستقبل کے بارے میں ایک پالیسی وضع کریں۔ علاقائی اور انفرادی سطح پر فکر کے ذریعے ترقی کا سوچنا کور مغزی کے سوا کچھ نہیں۔ تاریخ بڑی دیانت کے ساتھ بتاتی ہے کہ ﴿نحن العرب﴾ اور (سب سے پہلے پاکستان) جیسے نعرے ہمیشہ خطرے کی گھنٹیاں ثابت ہوئے ہیں۔ (۳) مسلمان دنیا کی ایک سنگین ترین کمزوری یہ ہے کہ ان کے کاموں میں منصوبہ بندی نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو اسے خفیہ رکھنا ان کی عادت نہیں (۴) اسلامی دنیا میں باصلاحیت لوگوں کی حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ بسا اوقات ان کو ہراساں کیا جاتا ہے۔ گذشتہ سال جن بچوں نے پاکستان کے اندر ملت اسلامیہ کے عظیم سرمایہ ایٹمی سائنسدانوں سے حکومت کے طرز عمل کو دیکھا ہوگا۔ خاک ان کے ذہن میں یہ آئے گا کہ ہم ایٹمی سائنسدان بنیں گے۔ مادر علمی جامعہ عثمانیہ پشاور کے پڑوس لنڈی ارباب میں ایک شخص نے غالباً سوزوکی کار کے انجن پر محنت کی۔ پر پنکھے وغیرہ لگا کر اسکو ہوا میں اڑایا اور کامیاب اڑان کے بعد سلامتی کے ساتھ اتارا۔ اب چاہئیے تو یہ تھا کہ انفرادی طور پر اتنا عظیم کارنامہ انجام دینے والے کی حوصلہ افزائی ہوتی۔ حکومت اسے مراعات دیکر اس سے بڑے بڑے کام کرواتی لیکن۔ حکومت نے اولاً تو اس کو گرفتار کیا اور پھر اسے آزاد کر کے اس کے جہاز اڑانے پر پابندی لگائی۔ (۵) اسلامی دنیا کی ایک کمزوری صالح قیادت کا فقدان ہے۔ اس بات پر تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسلامی دنیا کے ناعاقبت اندیش، مفاد پرست اور اسلامی رنگ سے خالی قیادت کسی سے مخفی نہیں (۶) اور بڑا سبب جو اسلامی دنیا کی ترقی کی راہ میں سنگ گراں ثابت ہو رہا ہے۔ نظام تعلیم ہے جو خامیوں کے مرکب کا نام ہے۔ اس نظام پر تمام اسلامی ملکوں کے نظام تعلیم کو قیاس کیا جائے جو ہندو پاک کے لئے لارڈ میکالے نے بنایا ہے۔ اور خود اس نے کہا تھا کہ اس کا پڑھنے والا نسلاً تو ہندوستانی ہوگا لیکن ذہناً وہ انگریز ہوگا۔ ان وجوہات کے علاوہ اور بھی بہت سے وجوہ ہیں۔ مثلاً بدنظمی، عارضی سوچ، عدم استقلال، وقت برباد کرنے کی عادت، سوچے بغیر کام کی طرف پیش قدمی، ذاتی مفادات کے لئے ملت فروشی اور دیگر بے شمار

Scanned with CamScanner

خامیاں اسی طرح ہمارے مگرمچھوں کا مشغلہ اپنے عوام کا خون چوسنا ہے۔ ہماری پولیس ڈاکو ہیں۔ صحافی قلم کے سوداگر ہیں۔ انہی وجوہات سے مسلم دنیا قعر مذلت میں گری ہوئی ہے اور ترقی نام کی شے ان کے حق میں عنقا ہے۔ جبکہ مغربی دنیا ان خامیوں سے اس قدر لت پت نہیں۔ اور یہی چیز ان کی ترقی ﴿اگرچہ ترقی کے مفہوم میں ان کے ساتھ ہمارا اختلاف ضرور ہے۔ تاہم ان کے ترقی یافتہ ہونے سے انکار کی گنجائش نہیں﴾ کا حقیقی رازہ ہے۔

زمانہ کہ زنجیر ایام ہے
دموں کے الٹ پھیر کا نام ہے

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔

اس مختصر تسوید میں اسلام کی حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا۔ اور بہرحال کسی درجے میں اندھوں کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ متلاشیان حق کے لئے یہی کافی ہے۔ بیشک اسلام ہی ہے جس نے حیات جاودانی کا سبق سکھایا۔ جس کی وسعت ظرفی نے بالآخر دشمنوں کو بھی آغوش محبت میں لے لیا۔ اور ان کو اپنا بنالیا۔ ہزار سالوں کے اندھیروں کو چند سالوں میں ملیا میٹ کیا۔ لیکن شپرہ چشموں کا خیال ہے کہ یہ اسلام نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اسی کو کہتے ہیں ﴿اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی﴾ اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی براقی

خاندانی منصوبہ بندی ترقی کا زینہ یا بربادی کا سامان

تحریر:۔ ابن غیاث عثمانی

اقوام عالم کو مرعوب رکھنا، اپنے اجارہ داری میں رکھنا اور ان کی قسمتوں سے کھیلنا مغرب کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ مؤثر ترین حالیہ اقدامات کے ساتھ ساتھ مستقبل میں ان کی رواں کشتی کے لئے کسی بھنور کا امکان ہی اس کی ساری مشینری کو حرکت میں لاتی ہے۔ اس کے تدارک اور انسداد کے لئے سب کچھ کر گزرنا ان کے لئے چنداں مشکل نہیں۔ نسل انسانی کا تقدس، اخلاقی اقدار کی پاسداری، حقوق انسانی کی بحالی ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں۔ ذیل میں آپ ان عالمی امن کے غارت گروں کی ایک بھیانک منصوبہ کی روداد دیکھ لیں گے۔ جس میں اجتماعی نسل کشی کو ترقی کا زینہ بتایا گیا اور ضبط تولید کو فیملی پلاننگ یعنی خاندانی منصوبہ بندی جیسا پرکشش لباس پہنایا گیا۔

پس پردہ عوامل:

مغربی مفکرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طاقت کا فیصلہ رقبے سے نہیں آبادی سے متعین ہے۔ اور بدقسمتی سے مغرب کی شرح بارآوری (Fertility) تیزی سے روبہ زوال ہے۔ جس کا براہ راست اثر شرح پیدائش پر بھی پڑتا ہے۔ گورے عیسائیوں میں یہ شرح اوسطاً 1.7 ہے جبکہ مسلم دنیا میں 6.5 ہے۔ نیوز ویک نے ستمبر 1995ء میں بانجھ پن پر ایک خصوصی نمبر شائع کیا۔ ان کے مطابق امریکہ میں 55 لاکھ جوڑے بانجھ ہیں۔ اور اس میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ 1965ء میں اس کا تناسب 14.4 فیصد تھا۔ 1995ء میں 18.5 فیصد ہو گیا۔ یہ اعداد و شمار National Centre of Health Statistic کی مہیا کردہ ہے۔ چنانچہ امریکی ماہرین کے مطابق اس بیماری کے اسباب میں تاخیر سے شادی کرنا، جنسی عادات میں تبدیلی اور غیر فطری طریقے وغیرہ شامل ہیں۔

1984ء میں یورپین پارلیمنٹ نے ایک قرارداد پاس کیا۔ جس میں تمام ممبر ممالک

Scanned with CamScanner

سے کہا گیا کہ وہ ایسے اقدامات کریں۔جس سے شرح پیدائش میں اضافہ ہو۔قرارداد میں اس بات پر افسوس کیا گیا کہ 1950ء میں یورپی گورے پوری دنیا کے 8.8 فیصد تھے۔اگر یوں شرح پیدائش کم رہی تو 2005ء تک 2 فیصد رہ جائیں گے۔ چنانچہ اس کمی کو دیکھتے ہوئے امریکن انٹرپرائز انسٹی ٹیوٹ کے شائع کردہ ایک مضمون میں معروف ڈیموگرافر جین کلاڈ نے لکھا تھا کہ آبادی کے تناسب کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ چھوٹی قومیں ابھریں گی اور بڑی طاقتیں کم آبادی کے باعث ختم ہو جائیں گی۔شرح پیدائش کی اہمیت مندرجہ ذیل تجزیے سے ایک عجیب نوید کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔

یمن میں عام عورت 7 بچے پیدا کرتی ہے۔اگر تین نسل تک یہ شرح پیدائش برقرار رہی تو ایک یمنی عورت کے 49 نواسے/پوتے 343 پڑنواسے/پڑپوتے اور 2401 ترنواسے/ترپوتے ہو جائیں گے۔جبکہ یورپ کی عام فیملی صرف ایک بچہ رکھتی ہے۔تو تین نسل تک ایک نواسا/پوتا، ایک یا دو پڑنواسے/پڑپوتے اور 2 یا 3 ترنواسے/ترپوتے ہو جائیں گے۔یعنی کل 2400 کے مقابلے میں 2 یا 3 آجائیں گے۔ یہ ایک تہلکہ خیز حقیقت ہے۔جس کی وجہ سے مغرب فیملی پلاننگ کی جانب بڑھ رہا ہے۔

کسی بھی ملک کی بنیادی اساس، بنیادی اکائی آبادی کے لحاظ سے ورک فورس ہے۔ آیئے اس حوالے سے کچھ پوشیدہ بھیدوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی میں ورک فورس 15 سے 55 سال تک کے افراد ہوا کرتے ہیں۔ اس حقیقت کی رو سے ذرا مغرب کی طرف دیکھئے۔ جرمنی کی آٹھ کروڑ کی آبادی میں 16 فیصد یعنی ایک کروڑ 28 لاکھ 15 سال سے کم عمر کی افراد ہیں۔ جبکہ 65 سال سے زائد عمر کے افراد تقریباً اتنے ہی ہیں۔اس اعداد وشمار دیکھتے ہوئے ورک فورس (15 سے 55 سال تک کے افراد) 5 کروڑ بنتے ہیں۔اب نائیجریا کی آبادی 8 کروڑ 65 لاکھ ہے۔ 15 سال سے کم عمر افراد 46 فیصد جبکہ 65 سال سے اوپر صرف 3 فیصد یعنی بمشکل 26 لاکھ۔ تو نتیجۃً باوجود زیادہ آبادی کے نائیجیریا کی ورک فورس

سے کم ہے۔صرف 43 ملین۔مگر دونوں کے شرح پیدائش میں فرق ہے۔ جرمنی کی 1.3 جبکہ نائجیریا کی 6.5 ہے۔اگر یوں ہی برقرار رہا تو نائیجیریا کے 21.5 جوڑے 140 ملین اضافہ کر سکیں گے۔جبکہ جرمنی کے 25 ملین جوڑے صرف 32 ملین اضافہ کر سکیں گے۔اس تناسب سے ورک فورس 1.22 کے تناسب سے رہے گا۔ یہ دوسرا بڑا ذہنی دھچکا مغرب کو لگا۔جس کی وجہ سے فیملی پلاننگ دنیا کے سامنے پیش کی گئی۔

تیسرا اہم دھچکا اہل مغرب کو فوجی طاقت کے حوالے سے محسوس ہوا۔ چنانچہ امریکی ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کی ایک مطالعاتی رپورٹ میں ابادی کے اضافے کے تناسب پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ دنیا کی آبادی میں آنے والی تبدیلیوں سے فوجی طاقت کا عالمی توازن اگلی دہائیوں میں بدل سکتا ہے۔رپورٹ میں امریکہ کے پالیسی میکرز سے کہا گیا کہ وہ اس طرف بھرپور توجہ دیں اور آبادی کے کنٹرول کو انتہائی اہمیت دی جائے۔جتنی نئے تباہ کن ہتھیاروں کی تیاری میں دی جاتی ہے۔ امریکہ پریشان ہے کہ 2025ء میں امریکہ کی آبادی تائیوان کے مقابلے میں کم ہوگی۔ ایران جاپان کے برابر آجائے گا۔ اور فرانس جاپان کے برابر آجائے گا۔ یہ تو بعد میں متوقع ہے۔مگر اس کے عملی نمونے بھی ذرا دیکھئے۔لبنان میں 1932ء میں 6 عیسائیوں کے مقابلے میں 5 مسلمان تھے۔مگر مسلمان میں شرح پیدائش 6 اور عیسائی میں 4 تھی۔ 1975ء میں مسلمان اکثریت میں ہو گئے۔ 1989ء-1959ء کے دوران روسیوں میں صرف 27 جبکہ مسلمانوں میں 125 ریکارڈ اضافہ ہوا۔ 1951ء میں افریقہ میں سیاہ فام کی تعداد 3 گنا سے معمولی زیادہ تھی۔مگر اب سات گنا ہو گئی۔ یہاں تک کہ سفید فاموں کے لئے اقتدار بچانا مشکل ہو رہا ہے۔

شرح پیدائش میں ہوشربا تفاوت سے امریکی بوکھلاہٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔ چنانچہ امریکی مفکر و مدبر بنجمن فرینکلن نے 1751ء میں کہا تھا کہ خالص سفید لوگوں کا پوری دنیا میں آبادی میں تناسبت بہت کم ہے۔ اس لئے اس نے Red Indians اور سیاہ فام افریقی

Scanned with CamScanner

غلاموں کے بارے میں نفرت انگیز نسل کشی کی ترغیب دی- اور ان کو سفید فاموں کی برتری کے
لئے شدید خطرہ قرار دیا-

برطانوی فلاسفر برٹرنڈ روسل نے اپنی کتاب ﴿میرج اینڈ مارلز﴾ میں لکھا ہے کہ
مغرب کی شرح پیدائش میں کمی کے باعث دنیا کی سفید فام آبادی جلد نیست و نابود ہو جائے گی
اس کے خیال اگر آبادی کا توازن برقرار نہ رہا- تو فوجی توازن قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا
امریکی صدر تھیوڈور روز ویلٹ 1909 - 1901 بھی- ایسے ہی خیالات رکھتا تھا- کرائ
مشرقی یورپ اور لاطینی امریکہ اور افریقیوں کے خلاف امریکیوں کو اپنے کزن برطانیہ
چاہیے- اس کا کہنا تھا کہ غیر یورپیوں کا ہے جو وحشی ہیں- اور جو مہذب سفید فاموں کی
بہت زیادہ رفتار سے بڑھ رہے ہیں- اس سے آبادی کی کوالٹی کم ہو رہی ہے-

ارتقائی عمل:

اس سوچ و فکر کے بعد سرکاری اور غیر سرکاری تنظیمیں تشکیل دی گئیں- تجزیاتی رپو
مرتب کی گئیں- جن میں مرکزیت اس نکتے کو حاصل رہی کہ طاقت کے توازن میں آبادی کا
سب سے اہم ہے- دولت و طاقت آبادی کے تجاوزات ہے- فوج بھی آبادی سے تشکیل
ہے- دولت و طاقت میں ریڑھ کی ہڈی ورک فورس کا تعلق بھی آبادی سے ہے- چنانچہ
فاموں، مسلمانوں اور افریقن حبشی غلاموں کی آبادی کو کم کرنے کے لئے فیملی پلاننگ کا
ڈھونڈا گیا- سب سے پہلا CIA کو یہ منصوبہ سونپا گیا- سب سے پہلے جاپان امریکی
ہونے کی وجہ سے اس منصوبے کا شکار بنا- اسقاط حمل اور بانجھ پن کی وبا پھوٹ پڑی
پارلیمنٹ نے ربڑ سٹمپ کا کام کیا اور اس کے لئے ہر ممکن قانون سازی کی گئی- گلوبل
پروگرام کے دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ جاپان میں اتحادی فوج کے سپریم کمانڈر
ارتھر نے آبادی کنٹرول کرنے والے دو امریکی ماہرین ویرن تھامسن اور پی کے ویلپٹن
اسی سلسلے میں امریکہ کے انڈر سیکرٹری جنرل ولیم ڈریپر جاپان آئے- اس کے بعد 1951

مشرق بعید کے نام سے ایک تنظیم بنائی گئی- پھر CIA سے مدد لینے کے لئے یہ ایشیاء فاؤنڈیشن
کے نام سے متعارف ہوئی- 12 ممالک تک ان کا دائرہ کار پھیل گیا- اسی طرح 1995ء میں
لاطینی امریکہ میں فیملی پلاننگ کے بارے میں شائع ہونے والی کتاب ہاتھ فائنڈر انٹرنیشنل کا بھی
ذکر ہے- جو CIA کی مدد سے مصروف عمل ہے- اسی طرح افریقین امریکی انسٹی ٹیوٹ بھی
CIA سے اسی مد میں امداد لیتا رہا- 1952ء میں فیملی پلاننگ کے لئے پاپولیشن کونسل تشکیل دی
گئی- 1958ء میں ایزن پاور نے سر عام اعلان کیا کہ امریکی ترقی پذیر ممالک میں برتھ کنٹرول
کے سلسلہ میں مالی تعاون کرے گا- یہ تعاون ایک اصطلاح تھا- حالانکہ اصل مراد اس سے تنفیذ
تھی- 1960ء میں یہ بلی مکمل طور پر تھیلی سے باہر نکل آئی- اور اس کو ملکی ترقی و خوشحالی کا نام دیا
گیا- 1970ء میں US AID نے ایک کمیشن تشکیل دیا- جس نے ایشیاء فاؤنڈیشن کا جائزہ
لیا- ڈاکٹر الان میجر نے ایک انٹرویو میں امریکہ کو تجویز دیا کہ برتھ کنٹرول میں امریکہ کی بجائے
اقوام متحدہ کو استعمال کیا جائے- تا کہ امریکہ عالمی تناظر سے ہٹ کر پردے میں رہے- 1974ء
میں ہنری کسنجر نے کہا تھا- تیسری دنیا کا اضافہ امریکہ کے لئے خطرہ 13.4 ممالک کو خطرناک
قرار دیا گیا- ان میں بنگلہ دیش اور پاکستان بھی تھے- 1981ء میں امریکی افیشل تھامس فرگوسن
نے کہا- پاپولیشن ایک سیاسی مسئلہ ہے اور ہمارے سارے کام کے پیچھے ایک ہی خیال کارفرما
ہے- کہ ہمیں آبادی میں اضافہ کے فرق کو کم کرنا ہے- چاہے حکومتیں ہمارے صاف ستھرے
طریقے سے یہ کام کریں یا پھر دوسرے طریقوں سے-

حقیقت حال

یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ امریکہ امت مسلمہ کے بڑھتی ہوئی آبادی کو شیطانی
صلیب مذہب کے لئے بڑا خطرہ سمجھتا تھا- 1991ء میں ایک کتاب دی فرسٹ یونیورسل نیشنل
میں امریکی کالم نگار واٹن برگ نے عالمی آبادی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا- یہ کہنے کے لئے ایک
ملین وجوہات ہیں کہ مسلم اثر و رسوخ بڑھے گا- پھر آگے کہتا ہے کہ 1950ء میں مسلمان 375
ملین تھے- اور 21 صدی میں دو ارب ہو جائیں گے- جنوری 1911ء میں دی راک فیلر

بنوں
برانڈ
ٹریڈ
مارک
معیار میں
اعلیٰ

توابل الادم
سولہ اجزاء کا مجموعہ
بنوں
سالن مصالحہ

مرچ سرخ، دھنیا، ہلدی، لہسن، میتھی، زیرہ،
کالی، دارچینی، جلوتری، الائچی کلاں، اچورہ،
انار دانہ، تیز پتہ، جائفل، لونگ اور ٹماٹر پاؤڈر

تیار کردہ:- حاجی مقبول الرحمٰن، شاقیاز خان
گل آباد کالونی دل... ک روڈ پشاور - پاکستان

پاپولیشن کونسل نے اعلان کیا کہ ترقی پذیر ممالک میں 40 کروڑ سے زیادہ پیدائش روک لی
گئیں- مزید بتایا کہ اگلی صدی کے آخر تک 2 ارب 20 کروڑ پیدائش مزید روکی جائیں گی-
اندازہ ہے کہ اس میں 20 تا 25 کروڑ صرف مسلم ممالک میں روکی گئیں- اتنے بڑی تعداد میں
نسل کشی کے لئے عام جنگ کے لحاظ سے کھربوں ڈالر کا اسلحہ ضائع کرنا پڑتا اور کم از کم 5.4 کر
امریکی کام آئے- مگر یہ سارا کام آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مرکب سود والے قرضے، کٹھ
پتلی حکمرانوں، فیملی پلاننگ کے نام پر چلنے والی معمولی امداد اور پروپیگنڈے کے ماہرین کنجر
اور کنجریوں نے کیا- پروپیگنڈہ ماہرین کا کہنا ہے کہ آئندہ 30 سالوں میں دنیا کی آبادی 7 ارب
سے 14 ارب ہو جائے گی- اور کرہ ارض زندگی کے انتظام سے قاصر رہے گا- لیکن درحقیقت
صرف اور صرف دھوکہ ہے- چلو تسلیم کر لیتے ہیں کہ آبادی 30 ارب ہو جائے تو پھر بھی پوری
میں فی مربع میل 269 افراد رہیں گے- جبکہ ہانگ کانگ میں اس وقت 14883 افراد فی
میل، نیدرلیڈ میں 1140 افراد فی مربع میل جاپان میں 863 افراد فی مربع میل ہے-
کی بات ہے کہ ہانگ کانگ سے صرف نظر کر کے پاکستان کو ڈرایا جا رہا ہے- بنگلہ دیش کو
رہا ہے- حالانکہ بنگلہ دیش میں 900 افراد فی مربع میل اور پاکستان میں 4.35 افراد فی
میل ہے- 1991ء میں لاطینی امریکہ میں ہارورڈ یونیورسٹی نے 1900 سے لیکر 1991
کے عرصے پر ریسرچ کیا- اس دوران لاطینی امریکہ کی آبادی میں سات گنا اضافہ ہوا-
کس آمدنی میں 5 گنا اضافہ ریکارڈ کیا گیا- یعنی مجموعی طور پر قومی آمدن میں 35 گنا
ہوا- اس تحقیق نے یہ نظریہ غلط ثابت کر دیا کہ آبادی جیومیٹریکل تناسب سے بڑھ رہی ہے
سے وسائل ختم ہوتے جا رہے ہیں- انجہانی اربک منسٹر فلر نے اپنی کتاب Critical
Path میں لکھا ہے- زمین 55 ارب انسانوں کو بطور ارب پتی وسائل فراہم کرنے کی
رکھتی ہے- بشرطیکہ کہ سود ختم کر دیا جائے-

یہ ہے فیملی پلاننگ کی اصل حقیقت کہ مغرب خود جس مہلک مرض میں مبتلا ہے
اس میں ہلاکت کی دعوت دے رہا ہے- اگر اسلامی اصولوں پر نظر ہو تو پھر مغرب کی کوئی
ثابت نہ ہوگی- اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی امان میں رکھے-

Scanned with CamScanner